(205)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہ جمادی الاولی ۱۳۵۸ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۳۹ء

جلد ۳۸ عدد ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے۔ اور بیرون ہند ساڑھے تین روپے ہے۔

طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(206)

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ﴾

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

﴿یعنی﴾

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۸ || ۱۲-جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۳۹ء || نمبر ۷

فہرست مضامین

کیا سب مذاہب خدا کی طرف سے ہو سکتے ہیں؟	صہ ۲	آج سے چھتیس برس پیشتر کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے اقتباس
صداقتِ قرآن مجید کی پانچ زبردست دلیلیں	صہ ۳	درس القرآن فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ
مجاہدِ چین کے مشاہدات و تاثرات	صہ ۱۱	از جناب مولانا عبدالواحد صاحب مولوی فاضل سابق مبلغ چین
نسلی امتیاز اور اس کا ردِّ عمل	صہ ۲۷	از "سالم عربی" ایم۔ اے۔
مسلمان اور علم جغرافیہ	صہ ۴۰	از "ابنِ عمر"
مکالمہ شیعہ و احمدی	صہ ۴۷	از سید صادق حسین صاحب مختارِ عدالت اٹاوہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنا کر قرآن کریم کے مقابل پیش کردے، تو ہم قرآن کریم کے دعوے کو باطل سمجھ لیں گے۔ مگر زمین و آسمان ٹل جائیں، کوئی شخص ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ پانچوں علامتیں صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے کلام میں پائی جا سکتی ہیں۔ کوئی بندہ ان میں خدا تعالیٰ کی نقل نہیں کر سکتا۔ اگر سورۃ سے مراد سورۃ ہی لی جائے۔ تب بھی اس سے مراد یہ ہو گی۔ کہ جس قسم کا کلام ہم نے اوپر پیش کیا ہے۔ ایسی کوئی سورۃ بنا کر پیش کرو۔ لیکن اس صورت میں معنوں میں وہ وسعت نہیں رہتی۔ جو اُن معنوں میں ہے۔ کیونکہ ان معنوں میں ان مطالب کا پوری سُورت کا مطالبہ کیا ہے۔ اور پہلے معنوں میں مذکورہ بالا دلیلوں میں سے کسی ایک دلیل کا۔ باقی مقامات جن میں اس دعویٰ کو دوسرے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کے متعلق انشاء اللہ تعالےٰ سورۃ ہُود میں تفصیل سے بیان کیا جائیگا۔

وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے جملہ سے اس مضمون کو اور بھی زور دار کر دیا ہے، کہ خود ہی زور نہ لگاؤ، بلکہ اپنے لیڈروں اور معبودانِ باطلہ کو بھی بلا لو۔ اور پھر دیکھو کہ تم کیسے ناکام رہتے ہو۔ تا دُنیا پر بھی یہ ثابت ہو جائے۔ کہ جس کتاب کو تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہو۔ اسے تم اور تمہارے لیڈر اور تمہارے معبود بھی مل کر نہیں بنا سکتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجاہد چین کے مشاہدات و تاثرات

چینی مذاہب

(از جناب مولانا عبدالواحد صاحب مولوی فاضل سابق مبلّغ چین)

{مولانا عبدالواحد صاحب مولوی فاضل ۱۶ر جنوری ۱۹۳۶ء کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت دارالامان سے برائے تبلیغ چین کو روانہ ہوئے، اور ۲۸ر مارچ ۱۹۳۹ء کو واپس تشریف لائے۔ آپ کا مندرجہ ذیل مضمون ناظرین "ریویو" کے لئے باعث دلچسپی ہوگا۔ (ایڈیٹر)}

اسلام ملکِ چین اپنے رقبہ کے اعتبار سے ہندوستان سے اڑھائی گُنا ہے۔ تازہ مردم شماری کے رُو سے چین کی آبادی قریبًا ۴۸ کروڑ ہے، جن میں سے پانچ کروڑ مسلمان بتائے گئے ہیں۔ مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی شمالی چین کے علاقہ کانسو، اور جنوبی چین کے صوبہ کوانگسی اور یونّان میں ہے کانسو میں مسلمان ستّر فیصدی کے قریب اور کوانگسی و یونّان میں اسّی فیصدی کے قریب ہیں۔ شنگھائی کے گرد و نواح میں بھی مسلمانوں کی آبادی کافی ہے۔ وسطی چین میں مسلمان نہایت قلیل تعداد میں ہیں۔ شہر کینٹن جو صوبہ کوانگٹانگ کا دارالخلافہ ہے، اور جس کی آبادی امن کی حالت میں پندرہ سولہ لاکھ تک ہوتی ہے۔ اس میں سات آٹھ ہزار کے قریب مسلمان ہیں۔

چین کی تاریخی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جنوبی چین میں صحابہؓ کے زمانہ ہی میں عرب مسلمان تاجروں کا ایک قافلہ سمندر کے راستہ سے آیا تھا۔ حضرت وہب ابو کعب جن کی قبر کینٹن میں ہے، اور صحابی کی قبر کے نام سے مشہور ہے، ان کے ذریعہ ان علاقوں میں اسلام کا مبارک بیج بویا گیا۔ مسجد شوق الی النبیؐ (Kwong Thaptze) جس میں ایک مینار ہے: اور جو کینٹن میں مینار والی مسجد کے نام سے مشہور ہے، اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے، کہ یہ نو سَو سال سے بنی ہوئی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بعض نے اس کے زمانہ تعمیر کو صحابہؓ کے زمانہ سے منسوب کیا ہے۔ بہر حال یہ پہلی مسجد ہے جو مسلمانوں نے کینٹن میں بنائی۔

شمالی چین میں ابتدائً مسلمان ایک فوجی دستہ کی صورت میں آئے۔ بیان کیا جاتا ہے، کہ ابو جعفر کے عہد میں جبکہ مسلمانوں کی حکومتیں دور دراز علاقوں تک پھیل چکی تھیں، چین میں ایک بغاوت ہوئی اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے وہاں کے بادشاہ کی درخواست پر خلیفہ ابو جعفر نے چار ہزار سپاہیوں کا ایک دستہ بطور امداد چینی ترکستان کے راستہ سے ۷۵۵ء میں بھیجا۔ جس کی مدد سے بادشاہ نے باغیوں کی سرکوبی کی۔ اب تک ان علاقوں میں بعض خاندان ان فوجی عرب مسلمانوں سے اپنا شجرۂ نسب ملاتے ہیں، ان کے بعض قبائل ایسے ہیں، جو ابتداء ہی سے آپس میں رشتے ناطے کرتے چلے آئے ہیں، اور پہلی چند پشتوں کے بعد انہوں نے چینی لوگوں میں رشتے ناطے کا تعلق نہیں رکھا، اس وجہ سے ان کی شکل وشباہت میں بھی ایک خفیف سا امتیاز پایا جاتا ہے۔ چین کے کسی علاقہ میں مسلمان خلفاء کے زیر نگین آج تک اسلامی حکومت کا باقاعدہ قیام نہیں ہوا۔

چینی مسلمانوں کے تعلّقات اپنی ہمسایہ اقوام سے نہایت خوشگوار ہیں، اور مذہبی اختلافات کی بناء پر چین میں فرقہ دارانہ فسادات کا نام ونشان نہیں ہے۔ اقلیت کو اکثریت کا اعتماد حاصل ہے۔ ہندوستان کی طرح وہاں تعزیہ اور مسجد کے سامنے باجہ بجانے کے سوالات پر کبھی مسلمانوں اور غیر مسلموں میں سر پھٹول نہیں ہوتی۔

چین میں ایک سو سال تک خانہ جنگی کے بعد ۱۹۱۱ء میں جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ اس میں مسلمانوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ فوج، صنعت وحرفت اور سرکاری ملازمتوں غرضیکہ ہر شعبۂ زندگی میں مسلمان اپنے ہموطنوں کے برابر کے شریک وسہیم ہیں۔ جنرل پائی چُنگ حئی صوبہ کوانگسی کا مسلمان گورنر ہے، جو موجودہ جنگ کے اکثر معرکوں میں جنرل چیانگ کئی شیک صدر جمہوریۂ چین کی نیابت یعنی Second In Command کے فرائض سر انجام دیتا رہا ہے۔ اسی طرح مسٹر ما لنگ صوبہ کوکونور کی حکومت اور ماہنگ کوائی صوبہ ننگ سیا کی حکومت کے صدر رہے ہیں، اور ہونگ چن چنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چین کی سپریم کورٹ کے جج ہیں۔ اور بھی بہت سے مسلمان حکومت کے ذمہ دار عہدوں پر فائز ہیں۔

چینی مسلمان تجارت میں بھی کسی ہمسایہ قوم سے پیچھے نہیں ہیں۔ ہندوستان کی طرح یہ نہیں کہ تجارت صرف بنیوں کے ساتھ مخصوص ہو۔

جمہوریہ قائم ہونے سے قبل چین میں صرف دو فیصدی لوگ تعلیم یافتہ تھے۔ مگر اس کے بعد سے ہر جگہ تعلیمی ادارے بکثرت کُھل گئے، اور تعلیم کا چرچا عام ہو گیا، مسلمانوں نے بھی تعلیم میں ترقی کرنی شروع کی، اور بہت سے نئے قومی سکول کھولے۔ چند مشہور اسلامی سکولوں کے نام یہ ہیں (۱) چنگدا انار بل سکول پیپنگ (۲) شمال مغربی اسلامیہ مڈل سکول (۳) سائنو عربیک فرسٹ سکول جو ننگسیا کے مسلمان گورنر مسٹر ما نے جاری کیا تھا (۴) اہون سکول جو سننگ کوکو نور کے علاقہ میں واقعہ ہے۔ ان کے علاوہ شنگھائی، یونان فو اور کولن وغیرہ میں بھی بہت سے اسلامی مدارس قائم ہیں۔ ان میں سے بعض سکولوں کے طلباء کی تعداد دو دو ہزار تک پہونچ جاتی ہے، جن علاقوں میں مسلمانوں کی کثرت ہے، وہاں کے گورنمنٹ سکولوں اور کالجوں کے طلباء اسی فیصدی مسلمان ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ چینی مسلمانوں میں تعلیم کی طرف بہت زور سے توجہ پیدا ہو رہی ہے۔

دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ چینی مسلمان دینی تعلیم سے بھی غافل نہیں ہیں۔ بہت سے طالبعلم دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بیرونی ممالک یعنی ہندوستان، مصر اور عرب میں جانے لگے ہیں چنانچہ ۳۷-۱۹۳۶ء کی سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس وقت اٹھارہ چینی مسلمان طالب علم مصر میں مسٹر سار کو چنگ کی زیر نگرانی اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں سے نو طالب علم صوبہ یونان کے، چار شانتونگ کے، اور باقی ہونان، ہنان، ہوپے، کیانگسی اور کانگسو وغیرہ علاقوں کے ہیں۔ مسٹر حیی وائی لیانگ جو ہنان کے علاقہ کا رہنے والا ہے، جامعہ ملیہ دہلی کا گریجوایٹ ہے، یہ آجکل اعلیٰ عربی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قاہرہ میں مقیم ہے۔

جس طرح ہندوستان میں مسلمانوں کے اخبارات و رسائل بکثرت شائع ہوتے ہیں، اسی طرح چین میں بھی اسلامی اخبارات و رسائل کافی تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ اور ان میں گذشتہ پچیس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سال میں بہت اضافہ اور ترقی ہوئی ہے۔ چند ایک مشہور اخبارات و رسائل کے نام یہ ہیں:۔
(۱) "چنگ چن تاؤ پاؤ" یعنی "نورِ صداقت" (۲) "ہوئی وین چن پاؤ" روزانہ چینی اخبار ہے جو ٹین سین سے نکلتا ہے۔ (۳) "چنگ چن" ماہوار رسالہ ہے، جو یونان سے نکلتا ہے، اسی نام کا ایک رسالہ شنگھائی اور ایک پیپنگ سے بھی نکلتا ہے۔ (۴) "تھین فانگ" یعنی "رُوحانی صحیفہ"، یہ ماہوار رسالہ چینی زبان میں کینٹن سے نکلتا ہے۔ (۵) "المومن" ماہوار رسالہ چینی زبان میں کینٹن سے نکلتا ہے۔ (۶) "سِن سی" یعنی "الاخلاص" ماہوار رسالہ لیاؤ ننگ سے نکلتا ہے (۷) چینی مسلم ایسوسی ایشن شنگھائی کا ایک ماہوار رسالہ انجمن کے نام پر نکلتا ہے۔ (۸) ٹوکیو (جاپان) میں چینی مسلمان طلبہ کا ایک رسالہ "مسلمانو! جاگو" کے نام سے جاری ہے۔

بڑی بڑی مسلم انجمنیں جو مسلمانوں کی ترقی اور تنظیم میں کوشش کرتی رہتی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:۔ (۱) Chinese Muslim Mutual Progress Association جس کا مرکز پیپنگ ہے۔ یہ ایسوسی ایشن جمہوریت کے قیام کے ساتھ ہی ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی حقوق کے تحفظ کے لئے قائم کی گئی تھی۔ (۲) Chinese Muslim Educational Association جو نانکنگ میں مسلمانوں کی تعلیم کو ترقی دینے کے لئے ۱۹۱۱ء میں قائم کی گئی۔ (۳) Chinese Mohammadan Educational Association جو شنگھائی میں ۱۹۲۷ء میں قائم کی گئی۔

ان سوسائٹیوں کے اصل نام چینی زبان میں ہیں، جن کا انگریزی ترجمہ لکھا گیا ہے۔ ان سے انگریزی پتہ پر خط و کتابت ہو سکتی ہے۔ جن علاقوں میں آجکل لڑائی جاری ہے، ان میں اخبارات اور انجمنوں کی تنظیم عارضی طور پر کمزور ہو گئی ہے۔

مسلمان بالعموم اہل السنت والجماعت حنفی طریق پر ہیں۔ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح ناصریؑ کی زندگی کے قائل اور ان کی دوبارہ آمد نیز ظہور مہدی آخرالزمان کے منتظر ہیں۔ بعض ہندوستانی مسلمانوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف عربی لٹریچر مدینہ اور مصر وغیرہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شائع کر کے چین کی مساجد کے ائمہ اور بعض سوسائٹیوں کے نام بھیجا ہے۔ جس سے ایک محدود حلقہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کا تعارف ہوا ہے۔ ہندوستانی علماء کی طرح چین کے ملّاؤں نے بھی اپنے بہت سے مسائل ایجاد کئے ہوئے ہیں۔ کسی مسلمان کے مرجانے پر سارا قرآن مجید پڑھکر بخشوانے کا رواج ہے۔ تجہیز و تکفین کے بعد مرنے والے کے گھر میں ملّاں لوگ کئی روز تک کھانا کھاتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ میّت کے نام پر صدقہ و خیرات کرتے وقت ملّاؤں کو فی پارہ چند روپوں کے حساب سے اجرتِ تلاوت دی جاتی ہے۔ قبور پر بھی قرآنِ مجید کی تلاوت اور بزرگوں کے نام کی نیازیں دینے کا ایک حد تک دستور ہے۔ مسلمان عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ نماز کے وقت صرف ایک رومال سر پر باندھ لیتی ہیں۔ اخلاقی لحاظ سے چینی مسلمان دیگر اقوام سے قدرے ممتاز ہیں۔ مسلمانوں کے محلّے عموماً علیٰحدہ ہوتے ہیں۔ اور رسم و رواج میں غیر مسلموں سے ان کے تعلقات نہایت محدود ہیں، حلال و حرام میں اسلامی احکام کی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔ جن علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہے، ان میں مسلمان اسلامی تعلیمات سے بہت ناواقف ہیں۔

قرآن مجید کے چینی تراجم ۱۹۲۷ء سے شائع ہونے شروع ہوئے ہیں، اور آجتک تین ترجمے شائع ہو چکے ہیں، جن میں سے ایک ترجمہ ایک یہودی نے رقم کثیر صرف کر کے شائع کیا ہے، اور باقی دو ترجمے دو مسلم انجمنوں نے شائع کئے ہیں۔ نماز اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح کی کتابیں بھی چینی زبان میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔

جمہوریت کے قیام کے بعد سے راستوں کے پُرامن اور آرام دہ اور سفر میں آسانیاں پیدا ہو جانے کے باعث چینی حاجیوں کی تعداد پہلے کی نسبت بہت بڑھ گئی ہے۔ نیز عرب ہندوستان اور مصر سے اسلامی لٹریچر کثرت سے آنا شروع ہو گیا ہے۔ بڑے بڑے کالجوں میں مصر سے فارغ التحصیل چینی اور مصری استادوں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، جو عربی اور دینی تعلیم دیتے ہیں۔ وسطی چین میں دینی تعلیم بالعموم وہی لوگ حاصل کرتے ہیں، جن کا منتہائے نظر مساجد کی امامت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے، باقی عام لوگ قرآن مجید ناظرہ پڑھنا اور نماز روزہ کے مسائل سیکھ لینا اور ان کو ادا کر لینا ہی کافی خیال کرتے ہیں۔ علماء و ائمہ مساجد کا عوام پر بہت اثر ہے، مذہبی امور میں ان کا فیصلہ ناطق ہوتا ہے، باہمی تکفیر کا مرض بہت کم ہے۔

عیسائیت | چین میں عیسائیت قریباً ساڑھے تین سو سال سے آئی ہے، سب سے پہلے عیسائیوں کی آمد پرتگیزی تجارتی کمپنی کے ساتھ ۱۵۱۶ء میں ہوئی۔ اس کے بعد ۱۶۳۷ء میں انگریز تجارتی اغراض کے ماتحت چین میں آئے۔ ۱۶۸۴ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی تجارتی کوٹھی کینٹن میں قائم کی۔ ان کمپنیوں نے ملکی حکومت سے تجارتی حقوق کے ساتھ اپنے مذہبی عقائد کی اشاعت، اور مشنریوں کے لئے ملک میں تبلیغ کی آزادی کے حقوق بھی حاصل کئے، چنانچہ ۱۸۰۷ء میں پروٹسٹنٹ چرچ لنڈن مشن نے ایک مشنری رابرٹ مارلیسن کو چین میں بھیجا، جس نے بہت محنت سے چینی زبان کو پڑھا، اور ۱۸۱۸ء تک انجیل کا چینی ترجمہ کرتا رہا، جسے اس نے ۱۸۲۳ء میں شائع کر دیا۔ اگرچہ شروع میں اس کو کوئی قابل ذکر کامیابی نہ ہوئی، اور ۱۸۰۷ء سے لیکر ۱۸۲۳ء تک صرف سات آٹھ چینیوں نے عیسائیت قبول کی، لیکن آخر ایک عرصہ کے بعد اس کی قائم کردہ بنیادوں پر عیسائیت کی ترقی کے موجودہ ہیکل نمودار ہوئے۔ مسٹر رابرٹ مارلیسن کو چین میں عیسائیت کی تاریخ میں The Great Pioneer of China کہا جاتا ہے، اس کے ترجمہ کی اشاعت کروڑوں جلدوں تک ہوئی ہے۔

اُس وقت سے لیکر آجتک اس سو سوا سو سال کے عرصہ میں پروٹسٹنٹ مشن کی مختلف سوسائٹیوں نے تبلیغی کام کو بہت بڑے پیمانہ پر وسیع کر لیا ہے، مشن کی آخری رپورٹ سے ظاہر ہے، کہ پروٹسٹنٹ مشن کے ماتحت سترہ برٹش، چونسٹھ امریکن اور کینیڈین، تیئس یورپین، دو آسٹریلین، ایک بین الاقوامی، اور تیس دیگر متفرق سوسائٹیاں کام کرتی ہیں۔ ان ۱۳۷ سوسائٹیوں کے ماتحت ۶،۷۴۳ مشنری کام کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل پروٹسٹنٹ مسیحی فرقے چین میں عیسائیت کی تبلیغ میں انفرادی طور پر باہمی تعاون کے ساتھ مصروف ہیں:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسٹورین، یسوعی، اونجلسٹ، اینگلیکنز، بپٹسٹ، لوتھرن، مینتھوڈسٹ، پرلیس بٹیرین ان کے علاوہ بعض اور چھوٹے چھوٹے فرقے اور جماعتیں بھی کام کرتی ہیں۔ یہ اپنے تبلیغی مشن کو کامیاب بنانے کے لئے سکول کالج اور ہسپتال وغیرہ قائم کر کے نوجوانوں پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ علاوہ ازیں عام تمدنی اور رفاہِ عام کی تحریکات کے ذریعہ عوام کی ہمدردی حاصل کر کے ان کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند موٹی موٹی اصلاحی تحریکات جن کو عیسائی مشنریوں نے جاری کیا، یہ ہیں:۔

(۱) چینیوں میں یہ عام رواج تھا کہ بچپن سے لڑکیوں کے پاؤں میں لوہے کی جوتی پہنا کر ان کو ہمیشہ کے لئے چلنے پھرنے کے ناقابل کر دیتے تھے۔ عیسائی مشنریوں نے اس کے خلاف Anti Foot-binding تحریک جاری کی۔ پہلے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں مشنری پروپیگنڈا کرتے رہے، اور ان کو اس میں کافی کامیابی ہوئی۔ اب گورنمنٹ نے بھی اس تحریک کی اہمیت کو سمجھکر اس کی تائید میں ایک قانون پاس کر دیا ہے، جس کے رُو سے یہ رسم ملک سے بالکل دُور کر دی گئی ہے۔

(۲) غریب خاندانوں میں لڑکیوں کو بیچ دینے کا رواج تھا، بعض جگہ ظلم اور سنگدلی سے اور بعض جگہ ناداری اور افلاس کی وجہ سے ایسا کیا جاتا تھا۔ ان حالات میں فروخت کردہ لڑکیوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی، اور وہ تیمیوں کی طرح دوسروں کے گھروں میں رہتی تھیں۔ عیسائی مشنریوں نے Anti Girl Slavery تحریک جاری کر کے اس کی روک تھام کی کوشش کی۔ اور اب گورنمنٹ نے بھی اس کے خلاف قانون بنا دیا ہے۔ گو اب بھی بعض جگہ لڑکیوں کو سنِ شعور سے پہلے مجبوراً یا لالچ سے خفیہ طور پر فروخت کر دیا جاتا ہے، تاہم علم ہونے پر ان کو گورنمنٹ کی طرف سے سزا دی جاتی ہے۔

(۳) چینیوں میں افیون کھانے اور اسے حقّہ میں پینے کا بہت رواج ہے، جس سے قومی طور پر ان میں کم ہمتی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے خلاف مشنریوں نے Anti opium تحریک جاری کی۔ اس میں ان کو بہت تھوڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) چینی قانون کی رُو سے صرف پہلی بیوی ہی بیوی کہلانے کی مستحق ہے، اس کے بعد مرد جتنی عورتوں سے چاہے شادی کر سکتا ہے، مگر وہ سب عورتیں کنیزیں سمجھی جاتی ہیں، اور قانون میں ان کو یا ان کی اولاد کو مرد کی جائیداد سے کوئی حصّہ وراثت نہیں ملتا۔ اس کے مطابق پانچ دس کنیزیں رکھنا تو ایک معمولی بات ہے، لیکن یہ تعداد بعض اوقات بیسیوں تک پہونچ جاتی ہے۔ اس گندی رسم کو دُور کرنے کے لئے عیسائی مشنریوں نے Anti Concubinage تحریک جاری کی، جس کا اثر تمام تعلیم یافتہ طبقہ پر ہے، اور عورتوں میں تعلیم پھیلنے کی وجہ سے ان میں اپنے حقوق کا احساس پیدا ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے یہ تحریک طاقت حاصل کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ یہ رسم مسلمانوں میں نہیں ہے۔

ان تحریکات کے ساتھ قحط زدہ لوگوں کی مدد، کوڑھیوں کی طبّی امداد، مزدوروں کے حقوق کی حفاظت اور ان میں اصلاحی تحریکات کا اجراء وغیرہ بہت سے طریق ہیں، جن سے مسیحی تبلیغ کو تقویت پہونچائی جاتی ہے۔

عیسائی مشنریوں نے دیگر ممالک کی طرح چین میں بھی تعلیم کو اپنی تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ بنایا ہے، مسیحی مذہبی سکولوں اور کالجوں کے علاوہ بہت سے سکول دنیاوی تعلیم کے لئے کھولے ہوئے ہیں، جن کی مدد سے لاکھوں لڑکے اور لڑکیاں ان کے زیرِ تربیت رہتے ہیں۔ تازہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت صرف پروٹسٹنٹ مشن کے زیرِ انتظام ۲۱۸ سکول چھوٹے بچّوں کے چل رہے ہیں اعلیٰ تعلیم کے لئے سرکاری معیار پر نو یونیورسٹیاں، چار آرٹ اور سائنس کالج، اور تین میڈیکل کالج جاری ہیں، یہ سب گورنمنٹ سے رجسٹرڈ اور منظور شدہ ہیں۔

سکولوں اور کالجوں کے علاوہ طبّی امداد سے بھی لوگوں کو مسیحیت کی طرف راغب کیا جاتا ہے، چنانچہ پروٹسٹنٹ مشن کے زیرِ انتظام ۲۳۵ ہسپتال قائم ہیں، جن میں ۳۰۴ یورپین مشنری ڈاکٹر، ۱۰۴ چینی ڈاکٹر، ۲۵۶ یورپین نرسیں اور ۱۱۷ چینی گریجوایٹ نرسیں کام کرتی ہیں، ان کے ذریعہ ہر سال تقریباً تیس لاکھ آزردہ خاطر اور بیمار لوگوں کی ہمدردی اور محبت کو عیسائی مشن حاصل کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروٹسٹنٹ مشن کے ماتحت عیسائی نوجوان مردوں اور عورتوں کی انجمنیں بھی قائم ہیں، جو مختلف طریقوں سے عیسائیت کی تبلیغ کو تقویت پہونچاتی ہیں، وائی۔ایم۔سی۔اے کی تنظیم ۱۸۸۵ء سے چین میں شروع کی گئی، جس کی شاخیں مختلف شہروں میں کھولی گئی ہیں۔ یہ انجمنیں عیسائی نقطۂ نگاہ سے نوجوانوں میں اتحاد، تعلیم، صنعت وحرفت، امداد قحط زدگان، حب الوطنی، طلبا کی تربیتی خدمات، لٹریچر کی اشاعت، جلسے قائم کر کے اصلاحِ عامہ پر لیکچر، اصلاح تمدن ومعاشرت اور حفظانِ صحت کی تحریکات کرتی رہتی ہیں۔ نیز پرائیویٹ نائٹ سکول اور کھیلوں کے کلب جاری کئے گئے ہیں، جن میں غیر عیسائی بھی ممبر بن سکتے ہیں، بلکہ ان کو ممبر بننے کی دعوت دیجاتی ہے، لیکن احمدی نوجوانوں کو ممبر بنانے سے احتراز کیا جاتا ہے۔

اسی قسم کی دوسری انجمن مسیحی عورتوں کی ہے، جس کا نام وائی۔ڈبلیو۔سی۔اے ہے۔ اس کا قیام چین میں ۱۹۲۳ء سے ہوا ہے۔ اس میں نوجوان لڑکیوں کو ہر قسم کی مذہبی اور تمدنی تعلیم دی جاتی ہے۔ جنوبی چین میں اس ایسوسی ایشن کے ماتحت لڑکیاں زیادہ تر ایسی تعلیم حاصل کرتی ہیں، جس کے ذریعہ وہ سرکاری ملازمت حاصل کر سکیں، مثلاً ٹائپ رائٹنگ، سٹینو گرافی، اکاؤنٹس، سیکرٹری شپ۔ ان میں دستکاری کا کام عمدہ طور پر سکھایا جاتا ہے۔

ایک اور بڑا ذریعہ مسیحی تبلیغ کا اشاعت لٹریچر ہے۔ پروٹسٹنٹ مشن کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ پندرہ روزہ، ماہوار اور سہ ماہی رسالوں کی تعداد ۲۲۴ ہے، ان میں سے ۱۹۹ چینی میں اور ۲۵ انگریزی میں شائع ہوتے ہیں۔

ایک سال کے عرصہ میں ان مشنوں کے زیر انتظام مختلف مراکز سے ۹۴۵ کتب شائع کی گئی ہیں۔ لٹریچر کی اشاعت اور فروخت چین کے علاقہ میں ہر سال بڑھتی جاتی ہے۔ پروٹسٹنٹ مشن کی لٹریری سوسائٹی کی ایک رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ۱۹۳۲ء میں اکتیس ہزار ڈالر کا لٹریچر فروخت کیا گیا، اور ۱۹۳۵ء میں باون ہزار ڈالر کا۔

پروٹسٹنٹ مشن کی تین بڑی بڑی بائبل سوسائٹیاں بائبل کے چینی ترجمہ کی اشاعت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا سب مذاہب خدا کی طرف سے ہو سکتے ہیں؟

(آج سے چھتیس برس پیشتر کے رسالہ ریویو سے اقتباس)

{مندرجہ ذیل اقتباس حضرت مسیح موعودؑ کی ایک چٹھی سے لیا گیا ہے، جو حضور نے ایک ہندو صاحب کے خط کے جواب میں لکھی۔ اس نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا تھا کہ ہر ایک مذہب پر چلکر انسان خدا کو پا سکتا ہے}

جو لوگ دنیا کی اصلاح کیلئے آتے ہیں، انکا فرض ہوتا ہے، کہ سچائی کو زمین پر پھیلائیں، اور جھوٹ کی بیخکنی کریں۔ وہ سچائی کے دوست اور جھوٹ کے دشمن ہوتے ہیں، مثلاً اگر کسی راستباز کو چند ڈاکو یا اچکے یا چور یہ ترغیب دیں، کہ بذریعہ ڈاکہ یا کیسہ بری یا نقب زنی کے کوئی مال حاصل کرنا چاہیئے، تو کیا جائز ہوگا کہ وہ راستباز انکے ساتھ ہو کر ایسے جرائم کا ارتکاب کرے؟ پس مذہب کس چیز کا نام ہے؟ اسی بات کا نام ہے، کہ جو عقائد یا اعمال برے اور گندے اور ناپاک ہوں، ان سے پرہیز کیا جاوے، اور ایسی کتابیں جو ناپاک عقائد یا اعمال سکھلاتی ہیں، ان کو اپنا پیشوا اور رہبر نہ بنایا جاوے۔ میں اس بات کو کسی طرح سمجھ نہیں سکتا، کہ ہر ایک مذہب سے صلح رکھی جاوے، اور انکی ہاں میں ہاں ملائی جائے، کیونکہ اگر ایسا کیا جاوے، تو دنیا میں کوئی بدی بدی نہیں رہیگی، اور ہر ایک قسم کے بدعقائد اور بداعمالیاں نیکیوں میں داخل ہو جائینگی، حالانکہ جو شخص ایک نظر دنیا کے مذاہب پر ڈالے تو اس کو معلوم ہو جائیگا کہ خداشناسی کے بارے میں ہی کئی عقائد ہیں، بعض ناستک مت یعنی دہریہ ہیں، وہ خدا کے قائل نہیں ہیں، اور بعض انسانوں یا حیوانوں یا اجرام سماوی یا عناصر کو خدا بناتے ہیں، خاص آریہ سماجی جو اپنے تئیں ویدوں کے وارث ٹھہراتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ خدا نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا، اور نہ ارواح پیدا کئے، بلکہ یہ تمام چیزیں اور انکی تمام قوتیں خود بخود ہیں، پرمیشر کا ان میں کچھ بھی دخل نہیں، مجھے اس جگہ ان باتوں کے بیان کرنے سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے، کہ ایک راستباز کے لئے ممکن نہیں، کہ ان تمام متناقض امور کو مان لے، اور ان پر ایمان لے آوے، جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید اور قدرت کاملہ پر داغ لگایا ہے، یا بدکاری کو جائز رکھا ہے، میں اس جگہ انکی نسبت اور انکی کتاب کی نسبت کچھ کہنا نہیں چاہتا، صرف آپکو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انسان کیلئے ممکن نہیں کہ ناپاک کو بھی ایسا ہی تسلیم کرے جیسا کہ پاک کو کرتا ہے، یہ سچ ہے، کہ پاک ہونے سے خدا ملتا ہے، لیکن ایسے طریقوں سے جو ناپاک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصروف ہیں، ایک نیشنل بائیبل سوسائٹی آف سکاٹ لینڈ، دوسری امریکن بائیبل سوسائٹی، اور تیسری برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی، ان سوسائٹیوں کے ذریعہ بائیبل اور اناجیل کی نوّے لاکھ سے ایک کروڑ تک جلدیں سالانہ شائع ہوئی ہیں۔ ان سوسائٹیوں کی شاخیں ملک کے بڑے بڑے شہروں میں پھیلی ہوئی ہیں، جو کام کو وسعت دینے میں روز و شب کوشش کر رہی ہیں۔

پروٹسٹنٹ مشن کے زیرِ انتظام تبلیغ کے دو اور ذریعے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ (۱) اندھوں کی تعلیم (۲) براڈکاسٹنگ لیکچر۔ اندھوں کو عیسائیت کی تعلیم Braile Literature کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ یہ طریقہ تعلیم ایک فرانسیسی مسٹر بریل نے ۱۸۳۴ء میں ایجاد کیا تھا، جسے اب سب سے زیادہ عیسائی مشن اپنی تعلیم کو اندھوں میں پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں، اور جتنا عیسائیت کا لٹریچر اس طرزِ کتابت میں چھپا ہے، اتنا کسی اور علم کا لٹریچر اندھوں کے لئے شائع نہیں ہوا۔

پروٹسٹنٹ مشن نے تبلیغی لیکچروں کو براڈکاسٹ کرنے کے لئے اپنے براڈکاسٹنگ سٹیشن قائم کئے ہیں، اور دوسرے براڈکاسٹنگ سٹیشنوں سے بھی اپنے وعظ اور خطبے لوگوں تک پہنچاتے ہیں، اور اس طرح فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور پرائیویٹ پیشہ ور لوگوں کو پیغام عیسائیت پہونچایا جاتا ہے، یہ لوگ کام کرنے کے ساتھ ساتھ ریڈیو کے ذریعہ عیسائی مشنریوں کے لیکچر بھی سنتے رہتے ہیں۔

ہندوستان کی طرح چین میں بھی پروٹسٹنٹ مشن کے ماتحت "مکتی فوج" قائم کی گئی ہے، اگرچہ اس کا قیام صرف ۱۹۱۶ء میں ہوا ہے، لیکن اس بائیس سال کے قلیل عرصہ میں اس کے ۸۷ مرکز چین کے بڑے بڑے شہروں میں قائم ہو چکے ہیں۔

چرچ آف انگلینڈ کے پروٹسٹنٹ مشن نے گذشتہ ایک سو سال کے عرصہ میں چھ ہزار سے زائد مشنری چین میں بھیجے ہیں۔ چین میں پروٹسٹنٹوں کی تعداد اب ایک لاکھ کے قریب ہے۔

یہ تو صرف پروٹسٹنٹ مشن کی چین میں تبلیغی جدوجہد کا حال ہے۔ اب کیتھولک مشن کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی سرگرمیوں کا حال بھی سن لیجئے۔ کیتھولک مشن یورپین مبلّغین کے علاوہ چینی مشنری تیار کرنے کی طرف خاص توجہ دے رہا ہے۔ چینی مشنری ٹریننگ حاصل کرتے کرتے بشپ کے درجہ تک پہونچ سکتے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۶ء سے روم کے بشپ کے حکم سے چینی پادری بشپ بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۶ء میں چھ چینی پادری اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لئے چرچ سینٹ پیٹر روم میں بلائے گئے، اور وہاں پوپ کے ہاتھ پر انہوں نے اپنی زندگیاں مسیحیّت کے لئے وقف کیں، اور بشپ کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کے بعد قریبًا ہر سال چینی مشنریوں کو بشپ کا عہدہ دیا جاتا ہے، سنہ ۱۹۳۵ء تک ایسے بشپوں کی تعداد ۲۳ تک پہونچ گئی تھی۔

کیتھولک عیسائیوں کی چین میں کل تعداد تیس لاکھ ہے، چنانچہ چینی جاپانی جنگ کے دوران میں پاپائے روم نے اپنے چینی متبعین سے ان الفاظ میں اپیل کی تھی،" میں تیس لاکھ چینی رومن کیتھولک ممبروں سے درخواست کرتا ہوں، کہ وہ سب کے سب ایک دن مقرر کرکے ایک وقت عبادت کریں، اور امن کے لئے دعا کریں"

عیسائیوں کی زیادہ تعداد غیر مسلم صوبوں میں ہے، جن صوبوں میں مسلمانوں کی کثرت ہے، وہاں ان کو بہت تھوڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے، اور جو تھوڑی بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے، وہ بھی صرف غیر مسلموں میں حاصل ہوئی ہے۔

پروٹسٹنٹ مشن کی طرح کیتھولک مشن کے بھی یتیم خانے، سکول، ہسپتال اور سوسائٹیاں ملک کے طول وعرض میں قائم ہیں، جن کے ذریعہ سینکڑوں مردوں اور عورتوں کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنایا جارہا ہے۔

کیتھولک مشن کے ۴۰۲ یتیم خانے ہیں، جن میں ۶۷۳۶ لڑکے اور ۲۳۵۸۸ لڑکیاں، اور ۱۶۵۵ ۷ چھوٹے بچے پالے جاتے ہیں۔

پیپنگ میں ایک بہت بڑی کیتھولک یونیورسٹی ہے، جس میں آٹھ سو کے قریب طالبعلم تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ۵۰۲ کیتھولک مڈل سکول لڑکوں کے ہیں اور ۳۶ لڑکیوں کے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۸۸۱۰ پرائمری سکول لڑکوں کے اور ۱۲۰۰۳ لڑکیوں کے ہیں، جن میں ۲ لاکھ کے قریب طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہیں

کیتھولک مشن کے ۲۲۳ ہسپتال اور دور الضعفاء ہیں، جن میں ۸۹۳۲۱ بیماروں اور معذوروں کی خبرگیری اور علاج معالجہ کیا جاتا ہے، اور ۵۹۸۲ بوڑھوں کے کھانے لباس اور رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔

بہت سے اخبارات و رسائل میں سے "کیتھولک ریویو" اور "میسنجر آف دی سیکرڈ ہارٹ" بہت مشہور رسالے ہیں، ان کے علاوہ ہزاروں کتب کیتھولک مشن کی طرف سے عیسائیت کی تائید میں چھپتی رہتی ہیں۔

ان تمام اداروں میں گیارہ ہزار چینی اور یورپین عیسائی کارکن کام کرتے ہیں، جن میں سے پانچ ہزار عورتیں ہیں۔

اس وقت تمام عیسائی مشنوں کے کل تیس ہزار کارکن چین کے مختلف حصوں میں ہیں۔ ہر بڑے شہر میں گردونواح کے قصبات اور شہروں کے لئے مراکز قائم ہیں۔ صرف ہانگ کانگ میں مشن کے کارکنوں کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہر وقت موجود رہتی ہے، اور عندالضرورت اندرون ملک کے مختلف علاقوں میں ان کی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

بُدھ مذہب: بُدھ مت جو اکثر چینیوں کا آبائی مذہب ہے، اس کی ابتداء آج سے اڑھائی ہزار سال قبل ہندوستان سے ہوئی، اور یہ چین، جاپان اور جزائر شرق الہند تک پھیل گیا۔ مدت سے اس مذہب کی تمام تحریکات مردہ ہو چکی ہیں، اور اب صرف لکیر کی فقیری باقی ہے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر ہر ایک مذہب میں دوبارہ ایک وقتی جوش کا پیدا ہونا ضروری تھا، اور ہم دیکھتے ہیں، کہ بُدھ مذہب کے پیروؤں میں بھی قدرے حرکت پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے نئے سرے سے سینکڑوں سالوں کے بعد اپنی تنظیم شروع کی ہے، اور چین کے بدھوں نے اپنی چند ایک سوسائٹیاں قائم کی ہیں ۱۹۳۶ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں جب مَیں تبلیغ احمدیت کی غرض سے چین میں گیا، تو شنگھائی سے بُدھ مت کی ایک سوسائٹی نے بھی چار علماء کو اپنی مذہبی تحریکات کو وسعت دینے اور لنکا کے بدھوں سے اپنے تعلقات پیدا کرنے اور مزید مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سیلون کے جزیرہ میں بھیجا تھا، تا وہ چار سال تک اپنے پروگرام کو وہاں پورا کر کے زیادہ مفید طریق سے اپنی مذہبی تحریکات کو چلانے کے قابل ہو سکیں۔

بُدھوں کی مذہبی کتب کے متون سنسکرت اور پالی زبان میں ہیں۔ تعلیم کے لئے یہ لوگ تبّت۔ برما۔ سیام اور سیلون کے علاقوں میں آتے ہیں۔ چین میں بدھ مذہب کے پُرانے مندروں کی تعداد اڑھائی لاکھ سے کچھ زیادہ ہے، جن میں سے بہت سے متروک ہو جانے کی وجہ سے ویران پڑے ہوئے تھے، گورنمنٹ نے اکثر کو درسگاہیں اور عجائب خانے بنا دیا ہے۔ گوتم بُدھ کے بڑے بڑے بُت اور بُدھوں کے دوسرے مذہبی بُت ابھی تک عجوبہ کے طور پر موجود ہیں۔ کینٹن میں ایک بہت بڑا بُت خانہ ہے، جس میں ستّر بدھا ہیں، اور اس کا نام ہی ستّر بدھوں کا مندر ہے۔ مندروں کی اتنی بڑی تعداد ان کی گذری ہوئی شان و شوکت اور اشاعتِ مذہب کا پتہ بتاتی ہے۔ ہندوستان کے مندروں میں بھی پیتل کا ایک گھڑیال لٹکا ہوا پایا جاتا ہے، جو عبادت کے وقت بُتوں کے سامنے بجایا جاتا ہے، اور گائے بیل کے گلے میں بھی چھوٹا سا اسی قسم کا گھڑیال ڈال دیتے ہیں، چین میں بدھ مت کے مندروں میں اس قسم کے پیتل کے بہت بڑے بڑے گھڑیال ہوتے ہیں، بعض کا وزن پندرہ پندرہ من تک ہے، بعض بُت خانوں میں گائے کے بھی بڑے بڑے بُت ہیں، معلوم ہوتا ہے، کہ قدیم زمانہ میں ان میں بھی گئوشالے قائم کئے جاتے رہے ہیں، اور گائے کو ایک متبرّک جانور سمجھکر اس کی پرستش کی جاتی رہی ہو۔ بدھوں کے مذہبی علماء کسی جانور کو مارنا گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں، یہ مُنہ پر کپڑا باندھ لیتے ہیں تا کیڑے مکوڑے ہوا کے ذریعہ مُنہ میں نہ چلے جائیں۔ دودھ اور مکھن وغیرہ کا استعمال چین میں بالکل نہیں تھا، مگر اب مسلمانوں اور یورپین لوگوں کی دیکھا دیکھی تعلیم یافتہ لوگوں نے دودھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ اس رواج اور عادتِ امتناعی کی بنیاد اس مذہبی اصول پر تھی کہ گائے کا دودھ بچھڑے کا حق چھین کر لیا جاتا ہے، اور یہ ظلم ہے۔ اور اب اگرچہ اس بات کی طرف خیال بھی نہیں، بلکہ چینی لوگ ہر ایک چیز کا گوشت کھاتے ہیں، تاہم دودھ اور گھی کے استعمال سے پُرانی عادت کے ماتحت اجتناب کرتے ہیں۔

جس درخت کے نیچے مہاتما گوتم بدھ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے نورِ عرفان حاصل کیا تھا، وہ درخت بدھوں کے ہاں متبرک درخت کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے بیج خاص طور پر یہ لوگ محفوظ رکھتے چلے آئے ہیں، یا پھر جو درخت ان بیجوں سے پیدا ہوئے، ان کے بیج، اور اس طرح نسلاً بعد نسلٍ وہ اس خاص درخت کی نسل کو قائم رکھتے چلے آئے ہیں، اور اس کو اپنے بڑے بڑے عبادت خانوں میں لگاتے ہیں۔

چونکہ حضرت گوتم بدھ اور حضرت مسیح علیہ السّلام کے زمانہ میں دنیا پرستی اور شہوانی خیالات مخلوقِ خدا کی تباہی کا موجب بنے ہوئے تھے، اس لئے ایک وقتی علاج کے طور پر دُنیا کے عیش و عشرت کے ماحول سے نکل کر جنگلوں میں خلوت حاصل کر کے اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کرنے کی تعلیم دی گئی تھی، کیونکہ ایسے حالات میں ناپاک تمدّن سے بچکر اپنے آپ کو پاکیزہ اخلاق کا اہل بنانے اور اپنے خالق کی صفات سے فیض یاب ہونے کی کوشش کا بہترین اور کامیاب ترین طریق یہی ہے، کہ انسان بالکل اکیلا جنگلوں میں اپنا وقت عبادت میں گذارے۔ درحقیقت جب بدی اور بداعمالی کی ہلاکت خیز وباء اس حد تک بڑھ گئی ہو، کہ کوئی اس سے سلامت نہ رہ سکتا ہو تو پہلے اپنی جان کو نورِ ایمان اور عرفان کے قلعہ میں داخل کرنا ضروری ہے، تا دوسروں کا علاج کرنے والا پہلے اپنے پاس ایسے سامانِ حفاظت جمع کر لے، جن سے اس کی جان خطرہ سے محفوظ رہے، سو اس تعلیم کے پیشِ نظر دونوں مذاہب کے پیروؤں میں کثرت سے تارکِ دُنیا مرد و عورت ملیں گے، اس قسم کے بھکشو اور بھکشنیاں چین میں بہت ہیں، لیکن یہ اصولی تعلیم نہ تھی، صرف ایک جزوی علاج کے طور پر بدی کی شناعت اور نقصان کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرف سختی سے توجہ دلائی گئی تھی، مگر یہ تفصیلی شرائط اور پابندیاں اور ترک دنیا کے احکام ان دونوں مذاہب کے علماء نے خود فرض کے طور پر ایجاد کئے ہیں، جن کو یہ لوگ نہ پورا کر سکتے تھے، اور نہ وہ اس سے عہدہ برآ ہو سکے، بلکہ وہ گھر جو ان لوگوں نے ایسے تارکِ دنیا مردوں اور عورتوں کے رہنے کے لئے بنائے تھے اپنی برائیوں کی وجہ سے اس بات پر شہادت دے رہے ہیں، کہ یہ عالمگیر اور اصولی طور پر صحیح طریق نہیں ہے۔ چنانچہ آجکل اس قسم کے تارکِ دُنیا بننے کے خلاف بہت زور سے آواز اُٹھ رہی ہے، اور یہ آواز اصولِ اسلام کی صداقت، اور اس کے احکام کی صحت کی مؤید ہو کر ثابت کر رہی ہے، کہ فطرتی تعلیم اور کامل تعلیم وہی ہے، جو اسلام نے مسلمانوں کو عصمت اور پاکدامنی کی صفت پیدا کرنے کے متعلق دی ہے۔ اسلام نے زمانہ کی گواہی کے ساتھ اپنی تعلیم کو ثابت کر دیا، اور ان لوگوں کو بتا دیا، کہ یہ علاج ایک بیمار قوم کے لئے وقتی طور پر حالات زمانہ کے مطابق ان مذاہب کے بانیوں نے عصمت کی صفت کو قائم رکھنے اور روحانیت کو ترقی دینے کے لئے مقرر کیا تھا، جو اس وقت کے خاص حالات کے مطابق مناسب حال سمجھا گیا گیا تھا، وہ ایک عالمگیر اور کامل علاج نہ تھا، بلکہ صحیح اور فطرتی تعلیم یہی ہے، کہ پاکدامن مومن مرد اور پاکدامن مومن عورتیں اپنی عصمت اور پاکدامنی کے لئے نکاح کریں، اور ایک دوسرے کی مدد سے اپنے آپ کو پاکدامنی کے قلعہ میں داخل کر لیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ تعلیم بھی دی، کہ اپنی آنکھوں، کانوں، اور تمام حواس کی نگرانی کرو، تا تم دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کی خواہشاتِ نفسانیہ سے بچ سکو، پھر ان پاکیزہ خصائل کو قوم میں قائم رکھنے کے لئے سب کے سب ملکر دعائیں مانگتے رہو۔ جب تم اس طریق کو اختیار کرو گے، تو تمہیں جلوت میں بھی انوارِ روحانیہ کے جذب کرنے کے لئے خلوت میسّر رہے گی۔

کنفیوشس ازم | ان تین مذاہب یعنی اسلام، عیسائیت اور بدھ مت کے علاوہ کنفیوشس کے متبعین بھی چین میں کثرت سے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ارشاد خداوندی اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کے ماتحت اس قوم کی اپنی زبان میں انذار اور تبشیر کرنے والا جو بڑا مصلح اور ہادی گذرا ہے، وہ کنفیوشس ہی ہیں۔ ان کی تعلیم دو ہزار سال سے چین میں رائج چلی آتی ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں تمدّن اور سوسائٹی کی اصلاح ہی کے مواعظِ حسنہ ہیں۔ ظالم کو ظلم سے روکنے اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور خدمت پر زور دیا گیا ہے۔ چین کے وسطی حصّہ میں ان کے پیرو بہت ہیں۔ اور ہر ایک چینی آپ کو عزّت کے نام سے یاد کرتا ہے، اور خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، آپ کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور نیک یقین کرتا ہے۔ آپ کے یومِ ولادت پر چین میں سرکاری طور پر تمام دفاتر میں چھٹی ہوتی ہے۔ حضرت کنفیوشس کی جو عزّت چینیوں کے دلوں میں ہے، اس کا اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ قومی لیڈر سیاسی، تمدّنی اور اخلاقی تحریکات پیش کرتے ہوئے اپنی تائید میں کنفیوشس کی تعلیم کو پیش کرتے اور ان کے اقوال کا حوالہ دیتے ہیں، اور اس کا عوام پر خاطر خواہ اثر ہوتا ہے۔

بہت سے لوگ لامذہب اور دہریہ بھی ہیں۔ بعض آباء پرستی اور قبر پرستی اور بُت پرستی میں پڑے ہیں۔ آتش پرست بھی ہیں۔ بعض شہروں میں قلیل تعداد میں یہود کا بھی نشان ملتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارے آباء و اجداد قبل از مسیح علیہ السلام ہجرت کر کے ان علاقوں میں آگئے تھے۔ بہت ممکن ہے کہ بنی اسرائیل میں سے جو قبائل قبل از مسیحؑ افغانستان اور کشمیر اور لاسہ کی طرف ہجرت کر کے آئے تھے، ان لوگوں نے بھی، اُنہی کے ساتھ ہجرت کی ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام بعد واقعہ صلیب کشمیر تک پہونچے، اور ان کو وہاں تعلیم دی، اور بعد میں وہ سب اسرائیلی اسلام کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے، ممکن ہے، اس وقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ان منتفرق گھرانوں تک پہونچنے کا موقعہ ہی نہ ملا ہو، کیونکہ وہ بہت دور کے علاقوں میں چلے گئے تھے۔ اگر اُن دنوں میں راستوں کی سہولت ہوتی تو یہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کو حاصل کر کے اپنے کشمیری اور افغانستانی اسرائیلی بھائیوں کی طرح اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کر لیتے، تاہم اب احمدی نوجوانوں کا کام ہے، کہ مسیحؑ کی دوسری بعثت کی خبر اُن کو پہونچائیں، اور خدا کا دوہرا پیغام جو عیسوی اور محمدی شان کا جامع ہو کر ظہور پذیر ہوا ہے، ان تک پہونچائیں ؂

219
Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسلی امتیاز اور اُس کا ردِّ عمل

(از "سالم عربی" ایم۔ اے)

نسل، قومیّت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ ٭ خواجگی نے خوب چُن چُن کر بنائے مسکرات

چند دن ہوئے اتفاق سے ایک امریکن رسالہ پر ہماری نظر پڑی، جس میں افریقہ کے دو قبیلوں کی تصاویر تھیں۔ ان میں سے ایک قبیلہ مشرک اور دوسرا ہوسا (Housa) مسلمان ہے۔ یہ دونوں قبیلے ایک ہی نسل سے ہیں، اور اپنے ملک میں ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ لیکن دونوں قبیلوں کے افراد کی شکلوں میں زمین وآسمان کا فرق تھا۔ غیر مسلم لوگ ننگے، وحشی اور بالکل غیر مہذب نظر آتے تھے اس کے برعکس مسلمان مہذّب با اخلاق اور شریف النفس دکھائی دیتے تھے۔ نہیں کہا جاسکتا، کہ ان تصاویر کو یکجا اکٹھی چھاپنے سے مقالہ نگار کا مقصد اسلام کے حق میں پروپیگنڈا کرنا تھا، کیونکہ ایک امریکن عیسائی سے اس امر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ لیکن یہ دونوں تصاویر کچھ اس طرح سے پہلو بہ پہلو چھپی ہُوئی تھیں، جن سے صاف طور پر معلوم ہوتا تھا، کہ اسلام عیسائیت کے مقابلہ میں بنی نوع انسان کو مہذب اور متمدن بنانے کی بہت زیادہ استعداد اور قابلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔

اسلام کی تہذیب گری کا اظہار جس قدر افریقہ میں ہوُا ہے، شاید اور کسی ملک میں اتنا نہیں ہوُا۔ عیسائیّت کو افریقہ میں اسلام کے مقابلہ میں ہر قسم کی سرکاری امداد، مراعات، بے شمار مبلّغ اور اپنی تبلیغ کے لئے ہر قسم کے دیگر ذرائع حاصل تھے۔ اسلام وہاں خالی ہاتھ گیا۔ لیکن جہاں ایک طرف عیسائیوں کے مقابلہ میں مسلم مبلّغین کو اپنے ماننے والوں کی تعداد کے لحاظ سے بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی، وہاں عیسائیّت افریقہ کے وحشیوں کو مہذّب اور متمدّن بنانے میں وہ تغیر پیدا نہ کرسکی، جو اسلام نے کیا، اور سچ تو یہ ہے، کہ اس بارہ میں عیسائیت کا اسلام سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ اسلام نے افریقہ میں اپنے ماننے والوں کی کایا ہی پلٹ دی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن ہر قوم اور ہر طبقہ کے انسانوں کو مہذب و متمدن بنانے کی جو حیرت انگیز استعداد اسلام اپنے اندر رکھتا ہے، اس کا اظہار صرف افریقہ ہی میں تو نہیں ہوا، جہاں جہاں مسلم اور غیر مسلم قومیں اکٹھی رہتی ہیں، اسلامی تہذیب کی برتری اور تفوق نمایاں ہے، مگر یہ بات قابلِ غور ہے، کہ اسلامی تہذیب و تمدن کی اس برتری کے احساس کے باوجود اسلام نے اپنے متبعین میں کبھی یہ جذبہ پیدا نہیں ہونے دیا، کہ وہ اپنے آپ کو افریقہ کے وحشیوں یا دیگر قوموں سے بہتر خیال کریں، اور قومیت نسل، تہذیب یا تمدن کے لحاظ سے افضل سمجھیں۔ اسلام کی تعلیم کا بنیادی اصول یہ ہے، کہ سب انسان برابر ہیں، اور اسلام کے جھنڈے تلے شاہ و گدا میں کوئی فرق و امتیاز نہیں۔ اسلام کی یہ دو خصوصیات ــــ اس کی جمہوریت اور تہذیب گری ــــ ایسی اہم ہیں، کہ انسانی سوشل ارتقاء کے مسئلہ اور نسل اور رنگ کے امتیاز کے سوال کو حل کرتے وقت ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ سیاسیاتِ عالم میں شاید نسل اور رنگ کے امتیاز کے سوال سے زیادہ اہم اور کوئی سوال نہیں، اور یہ وہ چٹان ہے، جس سے ٹکرا کر امنِ عالم نے ایک دن پاش پاش ہونا ہے۔

نسلی امتیاز کا سوال نسبتًا ایک نیا سوال ہے۔ آج سے چند صدیاں پہلے کسی مغربی قوم کو اپنی نسلی برتری کا احساس نہ تھا، بلکہ اس کے برخلاف چینی اور جاپانی لوگ یورپین لوگوں کو وحشی اور غیر متمدن سمجھ کر ان کو نفرت اور حقارت سے دیکھتے تھے۔

مسئلہ نو آبادیات کے ساتھ ساتھ اس سوال کو بھی اہمیت ملتی گئی، اور آج وہ دن بھی آ گیا ہے، جبکہ شمالی یورپ کی قومیں (nordic races) یہ خیال کرنے لگی ہیں، کہ سفید فام لوگ ازل سے حاکم اور دوسرے محکوم واقع ہوئے ہیں۔ اور زرد۔ بھوری اور سیاہ فام قومیں اپنی خلقت اور دماغی قابلیتوں کے لحاظ سے سفید اقوام سے فروتر ہیں۔ یہ نسلی امتیاز ہی کا سوال ہے، جس نے آج اضلاع متحدہ امریکہ اور انگریزی نو آبادیات میں داخلہ کے قوانین کو سخت سے سخت تر بنایا، اور برطانیہ نے تو عملی طور پر ہندوستانیوں کا داخلہ نو آبادیات میں ممنوع قرار دیدیا ہے۔ اسی طرح امریکہ اور آسٹریلیا والوں نے جاپانیوں کے داخلہ کو اپنے ملکوں میں بند کر دیا ہے۔ اب یہ ناممکن ہے، کہ

220
Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ جور و تشدد ایک غیر محدود عرصے تک جاری رہے، مگر پھر بھی یہ بات فراموش نہیں کی جاسکتی، کہ یہی سوال مستقبل کی بدامنی کا پیش خیمہ ہے۔ آج ہم نے یہ ثابت کرنا ہے، کہ اسلام ہی اس عالمگیر اخوت کا علمبردار ہے، جس کے دروازے ہر کہ و مہ کے لئے کھلے ہیں، اور جس نے اس قسم کے سوالات کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے۔

نسلی امتیاز کا خیال دراصل پچھلے پنجاہ سالہ عہد کی ایک منحوس پیداوار ہے، اور امریکن Sociologists (ماہرین عمرانیات)، کے خیالات کے مطابق Nordic نسل (یہ سوشل عقیدہ رکھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ شمالی یورپ میں بسنے والے لوگ نسلی طور پر دنیا کی دوسری اقوام سے بہتر ہیں) تک ہی محدود ہے۔ لاطینی لوگوں میں نسلی تعصب بہت حد تک مفقود ہے، اور اگرچہ ان کے ہاں بھی مسئلہ نو آبادیات ایک مشکل مسئلہ بن گیا ہے، مگر اس مسئلہ کو کوئی نسلی حیثیت حاصل نہیں، بلکہ یہ محض ایک سیاسی سوال ہے، اسی طرح اگرچہ فرانسیسی لوگوں کی طرف سے ان کے افریقی اور ایشیائی مقبوضات میں وہاں کے باشندوں کو وہ سیاسی آزادی حاصل نہیں، جو انگریزوں نے اپنے مقبوضات میں اپنی مفتوح اقوام کو دے رکھی ہے، مگر پھر بھی وہاں حاکم و محکوم کے تعلقات میں وہ ترشی اور بیگانگت نہیں پائی جاتی، جو انگریزی مقبوضات میں انگریزوں اور دوسری اقوام کے لوگوں میں ہے، پیرس میں ایک سیاہ فام حبشی اور عرب اور سینیگال کے باشندے کی بھی وہی عزت کی جاتی ہے، جو ایک نہایت معزز فرانسیسی کی ہوتی ہے۔ اور ان سیاہ فام لوگوں کے لئے وہ جذبۂ تنفر وہاں مفقود ہے، جو ہندوستانی لوگوں کے لئے انگلستان میں پایا جاتا ہے۔ آج سے تیس چالیس سال پہلے ہندوستانی طالب علم انگریزی درسگاہوں میں وہی درجہ رکھتے تھے جو اہلِ ملک، مگر آج یہ انگریزی فراخدلی صرف نوابوں اور راجاؤں تک ہی محدود رہ گئی ہے، جرمن ڈاکٹر کارل پیٹرس (Dr. Karl Peters) نے جو لندن یونیورسٹی کے شعبہ ریاضی کے صدر تھے، ایک مضمون "قومی خصوصیات" (National Characteristics) میں بیان کیا ہے، کہ نسل اور رنگ کا سوال انگریزی سماج کے متوسط اور ادنیٰ درجے میں نہیں پایا

(207)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقتِ قرآن کریم کی پانچ زبردست دلیلیں

(درس القرآن فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَارَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ (یونس رکوع ۴)

اور اس قرآن کا اللہ (تعالیٰ) کے سوا (کسی) اور کی طرف سے جھوٹے طور پر بنا لیا جانا (ممکن ہی) نہیں ہو سکتا بلکہ یہ (تو) اس (کلام الٰہی) کی تصدیق (کرتا) ہے جو اس کے سامنے (موجود) ہے اور (کتاب الٰہی) کی تفصیل (بیان کرتا ہے) اس میں کچھ بھی شک نہیں ہے (اور یہ) تمام جہانوں کے رب کی طرف سے (نازل شدہ) ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس (شخص) نے اسے (اپنی طرف سے) گھڑ لیا ہے۔ تو انہیں کہہ دو کہ اگر تم (اس بیان میں) سچے ہو تو اس جیسی کوئی (ایک ہی) سورۃ لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس (کسی کو بھی بلا سکو) تمہیں طاقت ہو (اپنی مدد کیلئے) بلا لو۔

تفسیر۔ اس سے پہلے تو یہ مضمون بیان ہو رہا تھا کہ ضروری ہے، کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کلام بھیجے۔ اور یہ کہ اس کے سوا انسان یا معبودانِ باطلہ میں یہ طاقت نہیں ہے، کہ وہ روحانی ہدایت نامہ بنا سکیں۔ اور واقعہ بھی یہ ہے، کہ کسی معبودِ باطل نے ایسا ہدایت نامہ نازل نہیں کیا۔ اب اصولی بحث سے سوال زیر بحث کی طرف توجہ کی ہے، اور اس مخصوص سوال کو لیا ہے، کہ کیا قرآن کریم انسانی کلام ہو سکتا ہے۔ اور جواب یہ دیا ہے، کہ نہیں۔ اس آیت میں نہایت لطیف بحث قرآن کریم کے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کے متعلق کی ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے، کہ مفسرین نے اس کی خوبیوں کی طرف پوری توجہ نہیں کی، اور بہت محدود روشنی اس پر ڈالی ہے۔ اس آیت میں پانچ زبردست ثبوت قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کے متعلق دیئے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاتا، اور یہ لوگ غیر لوگوں سے ہر قسم کا رابطۂ اتحاد اور رشتۂ خون پیدا کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے
پروفیسر ممدوح کے اس بیان سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں، کہ اس نسلی امتیاز کی وجہ صرف سیاست
ہے، اور یہ خوف کا نتیجہ ہے، کہ اعلیٰ طبقہ کے انگریز یہ سمجھتے ہیں، کہ اگر امتیاز نسلی کو مٹا دیا گیا تو سیاہ
فام قومیں ان کو کھا جائیں گی، اور ان کی نسل ان قوموں کی نسل میں مدغم ہو کر رہ جائیگی۔

اینگلو سیکسن (سیکسونیا کے باشندوں میں سے وہ لوگ جو انگلستان میں آبسے اور انگلستان
کی قدیم نسلوں سے مل گئے) مصنف اس موضوع پر متضاد نظریہ کے حامل ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں،
کہ کسی وقت ان سفید فام زبردستوں کو سیاہ فام زیردستوں سے زک اٹھانی پڑے گی۔

ڈاکٹر چارلس پیرسن (Dr. Charles Pearson) جو کسی وقت میں آسٹریلیا
کی ایک یونیورسٹی میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے، ایک نہایت دلچسپ کتاب "قومی پیش بندی"
(A National Forecast) میں اس خیال کا اظہار کرتے ہیں، کہ منطقہ حارہ اور
معتدلہ کے علاقوں پر ایک دن ایشیائی حکومت ہوگی، اور یہی علاقے اپنی جغرافیائی فضیلت کی وجہ سے
تمام منڈیوں پر چھا جائینگے، اور اہلِ یورپ کو مجبور کر دینگے، کہ وہ اپنے آپ کو یورپ ہی میں
مقیّد رکھیں۔ گرجا سینٹ پال کے شہرہ آفاق ڈین انج نے اس نظریہ کی شدّت سے مخالفت کی ہے،
اور انہوں نے مضامین کا ایک سلسلہ لکھکر یہ ثابت کیا ہے، کہ انگریزوں اور ریاستہائے متحدہ
کی یہ پالیسی کہ انہوں نے ہمیشہ ہندوستانیوں اور دیگر ایشیائی اور افریقن قوموں کو اپنی نوآبادیات
میں داخل ہونے سے روکے رکھا ہے، ایک احمقانہ حرکت، اور ایسی پالیسی ہے جس کی بنیاد محض
تعصّب اور خود غرضی پر ہے۔ اس کے برخلاف عمرانیات کے متعلق نارڈی (Nordic) مسلک
کے لوگوں کا جن میں مسٹر لاتھہ راپ سٹوڈرڈ (Lothrop Stoddard) بہت بڑی
شہرت کے مالک ہیں، یہ خیال ہے، کہ اگر ایشیائی لوگوں کو مغربی اقوام سے اختلاط سے نہ روکا گیا
تو وہ سارے ایشیا، اور افریقہ پر چھا جائیں گے، اور مغربی لوگوں کے لئے سوائے یورپ میں بھاگ
آنیکے اور کوئی جگہ سر چھپانے کو نہ ملے گی۔ ہمارا یہ خیال ہے، کہ نسلی امتیاز کا مسئلہ کوئی جاتی مسئلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(Biological phenomenon) نہیں، بلکہ ایک سیاسی اور اقتصادی مسئلہ ہے، اور اس کا صرف یہی مقصد ہے، کہ یورپین اقوام ہمیشہ غیر یورپین اقوام پر غالب رہیں، اور ان پر حکمرانی کرتی رہیں۔ جنوبی اور مشرقی افریقہ میں جو کچھ ہندوستانیوں کے ساتھ ہو رہا ہے، اس کے پیچھے بھی یہی خیال کارفرما ہے، اور انگریزی نوآبادیات میں ایشیائی لوگوں کے داخلہ کی ممانعت کی وجہ بھی یہی خیال ہے۔ مگر وہ دن بھی دور نہیں، جبکہ اسی مفروضہ مضبوط دیوار پر اس خیال کی چتا بنائی جاوے گی، اور سفید فام لوگوں کو اپنی غلطی کا احساس کرنا پڑے گا۔

سیاہ فام لوگوں کی آمد و رفت پر پابندیاں اور تشدد ان میں بیداری پیدا کر رہا ہے، اور عمرانیات کے متعلق یہ نارڈی نقطۂ نظر ایشیائی لوگوں میں سفید اقوام کے متعلق انتہائی نفرت کے جذبات پیدا کر رہا ہے، اور اگر اس کی جلدی اصلاح نہ کی گئی، تو "سیاہ فام لوگوں کا وہ اُٹھتا ہوا سیلاب" جس کے تصور سے بعض مغربی سیاستدانوں کے جسموں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، یورپین اقوام کی حفاظت کی اس مصنوعی دیوار کو ریزہ ریزہ کر دیگا، اور امنِ عالم خطرے میں پڑ جائے گا۔ کیا یہ قابلِ غور بات نہیں؟ کہ جہاں کہیں مسلمان پائے جاتے ہیں، نسل اور رنگ کا یہ امتیاز بالکل مفقود ہے، اور کیا اسلامی اصول اور تعلیم کی برتری کا یہ ایک ناقابل تردید ثبوت نہیں؟ کہ مسلمانوں نے اپنی فتوحات کے وقت میں کبھی مفتوح اور مغلوب اقوام سے ایسے امتیاز کو روا نہ رکھا۔ یہ غیر طبعی، احمقانہ اور ظالمانہ امتیاز دیر تک قائم نہیں رہ سکتا، اور یہ خیال کہ سفید قومیں اپنی دماغی اور جسمانی بناوٹ کے لحاظ سے سیاہ فام لوگوں سے افضل ہیں، ایک ایسا خیال ہے، جس کی بنیاد حیاتی حقائق پر نہیں، بلکہ سیاسی اور اقتصادی خودغرضیوں اور مفاد کی حفاظت پر ہے۔ اس گندے خیال کا نتیجہ یہ ہوا ہے، کہ اب دنیا میں دو محاذ قائم ہو چکے ہیں، ایک سفید فام اقوام کا، اور دوسرا کالی، زرد اور بھوری رنگت والی اقوام کا۔

آج سے بہت تھوڑا عرصہ پہلے جاپان اپنے ہمرنگ اتحادیوں کے خلاف تھا، مگر مرورِ زمانہ نے اُسے اپنی رائے بدلنے پر مجبور کیا، اور اب وہ اپنے سفید فام حلیفوں کو چھوڑ چکا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah
سفید فام لوگوں کے ساتھ جاپان کی دوستی کی وجہ "انگریزی - جاپانی اتحاد" تھا - جاپان آخری دم تک اپنے وعدے پر قائم رہا، اور یہی وجہ تھی، کہ چین اپنی کثیر التعداد افواج جرمنی کو نہ بھیج سکا۔ اگر جنگِ یورپ میں جاپان انگریزوں کا مددگار نہ ہوتا، تو آج دُنیا کا نقشہ بالکل مختلف اور بدلا ہوا ہوتا درحقیقت اتحادی افواج نے جاپانیوں کے بَل بُوتے پر ہی اتنی جراُت کی تھی، کہ جرمنی سے لڑے، اور ان کو شکست دی۔

اس دوستی کا جاپان کو کیا فائدہ ہوا؟ یہ تاریخ کا سوال ہے، رقصہ مختصر ان کے بعض مقبوضہ علاقے چھین لئے گئے، اور دوبارہ اس معاہدہ کی تجدید نہ کی گئی - ایسا کیوں ہوا؟ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے، کہ انگلستان نے اپنی دوستی کا ہاتھ امریکہ کی طرف بڑھایا، اور جاپان سے کنارہ کشی کی - جاپان کے تعلقات امریکہ کے ساتھ نہایت مخلصانہ تھے، یہانتک کہ جاپانی طالب علم امریکہ کو اپنا روحانی گھر تصوّر کرتے تھے، مگر یہ معلوم نہ تھا، کہ یہ دوستی ایک حباب آسا ہے، اور جلدی ہی پھٹکر ناپید ہونے والی ہے۔

آج سے بیس سال پہلے امریکہ میں جاپانیوں کی آمدورفت "شریفانہ معاہدہ" (Gentlemen's agreement) کی رُو سے نہایت دوستانہ اور محفوظ تھی، مگر اہلِ امریکہ ہمیشہ اس بات سے خائف رہتے تھے، کہ کہیں جاپانی امریکہ کے شہری حقوق حاصل نہ کرلیں، آخر مندرجہ بالا معاہدہ نہایت ذلیل طور پر نظر انداز کیا گیا، اس شرمناک رویّہ سے جاپانیوں کے جذباتِ خودداری کو ٹھیس لگی، اور انہیں سخت ذہنی کوفت ہوئی، یہانتک کہ بعض خوددار جاپانیوں نے بطور احتجاج خودکشی کرلی۔ ان حالات کا نتیجہ جلدی ہی ظاہر ہوگیا، یعنی چین اور جاپان اکٹھے ہوگئے - ماضی میں جب کبھی کسی مغربی طاقت نے چین پر حملہ کیا، جاپان نے اس کا ساتھ دیا۔ کوئی دور کی بات نہیں "مہم بکسر" (Boxer expedition) میں جس بیدردی سے جاپانیوں نے پیکن کو تاخت و تاراج کیا، وہ محتاجِ بیان نہیں، مگر جب جاپان کو اپنی اس لغویّت کی سمجھ آئی، تو اس نے اس دوستی سے کنارہ کشی کی، اور جب سنہ ۲۶-۲۷ء میں چین پر مغربی حملے کا امکان ہوا، تو یہ جاپان کی سرتوڑ کوششیں ہی تھیں، جو چین کو بچا سکیں،

222
Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر افسوس ہے، کہ آج جاپان اپنے پُرانے طرزِ عمل کے خلاف چین کو نگل جانے پر تُلا ہوا ہے، اور وہ محاذ جو ایشیائی اقوام کا یورپین اقوام کے خلاف قائم ہو رہا تھا، اس کو کمزور کر رہا ہے۔

اب جاپانیوں نے اپنی حکمتِ عملی Monroe doctrine کی طرح بنائی یعنی جاپان چین میں کوئی مغربی مداخلت برداشت نہیں کر سکے گا۔ فرانسیسی سیاستدان اینڈریو ڈیوبائز (Andrew Duboise) اور اطالوی سفیر کونٹ کارلو (Count carlo Sforza) نے بھی اپنے بیانات میں یہی ظاہر کیا ہے، کہ جاپان اور چین علیحدہ نہیں رہ سکتے، یہ بھائیوں کی طرح لڑتے رہیں گے، اور پھر ان کی صلح بھی ہوتی رہے گی، اور عین ممکن ہے، کہ چین کا تخت جاپان کے میجی (Meiji) خاندان کو مل جائے، اس کی وجہ یہ بھی ہے، کہ چین کے چنگ خاندان کے آخری بادشاہ کو جاپانیوں نے اپنے ملک میں باعزت پناہ دی تھی، یہی وہ خیالات ہیں، جن کی اشاعت اہلِ مغرب نہایت شد و مد سے کر رہے ہیں۔ اگرچہ اب کوئی امکان نہیں، کہ یہ زرد لوگ ایک دفعہ پھر یورپ پر حملہ آور ہوں، مگر اینگلوسیکسن لوگوں کے لئے زرد اقوام کا اتحاد چنداں سُودمند نہ ہوگا۔ اب جبکہ ہر مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاچکی ہے، یہ ظاہر ہے، کہ نسلی امتیاز کے مسئلہ کا حل اسلام اور فقط اسلام ہی میں ہے، یعنی یہ کہ تمام دنیا کو جمہوریت اسلام کے رنگ میں رنگا جائے، جو کسی قسم کا نسلی امتیاز برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، اور جس کے عقیدے کی رُو سے ہر فرد خدا کے حضور برابر حیثیت رکھتا ہے۔

اب ہمیں یہ بتانا ہے، کہ مغرب کی مسلمان اقوام نے اس مسئلہ کا حل کس طرح نہایت کامیابی سے بغیر تعصب سے کیا ہے، آج نسلی امتیاز کا سوال اس قدر اہم اور ضروری ہوا جاتا ہے، اور قرائن بتا رہے ہیں، کہ اگر کچھ دن اور یہی حال رہا، تو دُنیا ایک دفعہ پھر جنگ کے شُعلوں کی لپیٹ میں آجائے گی، جس کے اثرات جنگِ یورپ سے زیادہ تباہ کن اور مہلک ثابت ہوں گے۔ مگر مغرب کے وہ خرد ماغ لوگ جو اپنی موجودہ عظمت کے نشے میں مخمور ہیں، یہ سمجھتے ہیں، کہ آنے والی عالمگیر جنگ کو ایک غیر معین وقت کے لئے ملتوی کیا جاسکتا ہے، وہ یہ جانتے ہیں، کہ ایشیائی اور افریقی اقوام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سفید فام اقوام کے موجودہ اقتدار اور ان کے نسلی امتیاز کے خیال کے خلاف سخت نفرت پائی جاتی ہے۔ ان سے یہ بات بھی مخفی نہیں، کہ موقعہ آنے پر ایشیاء اور افریقہ ایک طرف ہونگے، اور یورپ اور امریکہ دوسری طرف۔ مگر وہ یہ کہتے ہیں، کہ ایشیاء اور افریقہ کی ان سیاہ فام، بھوری اور زرد اقوام کو دبائے رکھو، ان کو اٹھنے ہی نہ دو، ان کی سیاسی اور اقتصادی ہستی مٹادو، اور ان کے جسموں میں سے زندگی کا خون چوس لو، یہ ہے نارڈک تھیوری، یعنی یہ خیال کہ چونکہ سفید فام اقوام جبلّی اور نسلی طور پر سیاہ فام اقوام سے بالا و برتر ہیں، اس لئے مقدم الذکر اقوام کو مؤخر الذکر اقوام پر ہمیشہ حکومت کرتے رہنا چاہیئے۔ یہی پالیسی، یہی تھیوری، اور یہی نقطۂ نظر آجکل آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ اور جنوبی اور مشرقی افریقہ میں کارفرما ہے۔ اور یہ سمجھا گیا ہے، کہ اس پالیسی پر کاربند ہوکر سفید فام اقوام کی سیاسی برتری کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا جائے گا مگر یہ خیال قدرت کے قوانین سے ناواقفیّت یا ان قوانین کی طرف سے جان بوجھکر آنکھیں بند رکھنے کا نتیجہ ہے۔ یورپ کے استعمار، اس کے استبداد، اس کی حکومت، اور اس کی غفلت کا دَور ختم ہو چکا ہے، اس کی بڑائی اور شوکت کا چراغ اب چراغِ سحری ہے۔ ۱۹۱۴ء کی لڑائی نے دنیا کی تاریخ میں ایک نیا باب کھولا، قوموں کی قسمتیں جاگیں، صدیوں سے غفلت کی نیند میں سوئی ہوئی ملّتیں بیدار ہوئیں، اور اب مغربی عظمت کا قطعی خاتمہ چند روزہ بات ہے۔ مشرق کی قوموں کا جو قدم اب ترقی کی طرف اٹھ چکا ہے، مغرب اس کو روک نہیں سکتا، لیکن مغربی اقوام اس کو روکنے کی کوشش کرینگی، جس کا نتیجہ وہ دو محاذ ہونگے، جن کا ہم نے اُوپر ذکر کیا ہے، اور یہ محاذ دنیا کے امن کی بربادی پر منتج ہونگے۔ یورپ کے نارڈک تھیوری کو آسمانی وحی کی طرح سمجھنے والے سیاسی فلاسفر ہمیشہ اس بات کو سمجھنے سے انکار کرتے رہیں گے، اس لئے نسلی امتیاز کے سوال کے حل کی ان سے توقع رکھنا ایک بے سود توقع ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ اس مسئلہ کا کوئی حل ہے بھی؟ رُوس کے بالشویک کہتے ہیں، کہ اشتمالیت اس کا ایک یقینی حل پیش کرتی ہے، اشتمالیت میں امتیاز رنگ و نسل بالکل مفقود ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام دُنیا مارکس اور لینن کے فلسفۂ حیات کو تسلیم کرے، اور اس پر کاربند ہو، آج دنیا کی ساری نسلی، قومی، اور اقتصادی بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ روسی لوگ ہمیشہ امتیاز نسل و رنگ کی بیماری سے محفوظ رہے ہیں، انہوں نے کبھی اپنی محکوم اور مفتوح قوموں میں اس بناء پر امتیاز روا نہ رکھا، کہ فلاں قوم سیاہ فام ہے، اور فلاں سفید فام، بلکہ وہ اپنی ساری محکوم قوموں سے قطع نظر اس کے کہ وہ سفید رنگ کی ہوں یا زرد رنگ کی، کالی ہوں، یا بھوری، ایک جیسا ہی سلوک کرتے تھے۔ یہ اور بات ہے، کہ وہ سلوک نہایت ظالمانہ و وحشیانہ ہوتا تھا، لیکن اس میں کوئی امتیاز و تفریق نہ تھی۔ زار کے وقت میں بھی یہی بات تھی، اور اب بالشویک بھی ان ساری اقوام کے ساتھ جو سوویٹ روس کا حصّہ ہیں، ایک جیسا سلوک کرتے ہیں مگر مصیبت یہ ہے، کہ گو بالشوزم انسانوں میں مساوات کی دعویدار ہے، اور رُوس میں آج مساوات کے اس اصول پر بہت حد تک عمل کرنے کی کوشش بھی کی جارہی ہے، اس لئے وہاں امتیاز رنگ و نسل کا کوئی سوال نہیں، مگر عملاً وہاں مساوات مفقود ہے، اور امیر اور غریب کا امتیاز موجود ہے، اور مزدور لوگوں کی ڈکٹیٹر شپ قائم ہے، جس کے مظالم اور بربریت کے سامنے زاروں کے ظلم بالکل ہیچ ہیں۔ پس امتیاز وہاں بھی قائم ہے، مگر ایک دوسری شکل میں۔ پھر بالشوزم مذہب کا دشمن، اور خدائے تعالیٰ کا انکار اس کے اصولوں میں ایک اہم اصول ہے، عورت کی ناجائز حد تک آزادی اور تمام چیزوں کا قومی اور اجتماعی ملکیت میں ہونا، ایسی باتیں ہیں، جن کو ایشیائی قومیں آسانی سے مان نہیں سکتیں۔ مذہب ایشیائی لوگوں کی زندگی کا سب سے بڑا اور اہم حصّہ ہے، اس کو نظر انداز کر کے اور اس کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کر کے مشرق میں کسی کامیابی کی امید رکھنا، ایک فضول امید اور احمقانہ خیال ہے۔

اب اگر یورپ اپنی طاقت کے نشہ میں مخمور اس سوال کے حل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا، اور بالشوزم اس کو حل کرنے کے ناقابل ہے، تو آخر اس کا حل کس طرح سے ہوگا؟ سو یاد رہے، کہ صرف اسلامی تعلیم ایک چیز ایسی ہے، جو اپنی پاکیزگی اور معقولیت سے ہر مسئلہ کو صحیح اور پائیدار طریق سے حل کر سکتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے، دُنیا کے تمام مذاہب اور مختلف اداروں میں سے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جو اپنی پیدائش کے یوم اوّل سے لیکر اب تک اور ابد الآباد تک اس کا صحیح حل بتاتا رہے گا، اسلام کے جھنڈے تلے تمام انسان بھائی بھائی ہیں، اور کوئی ایسا اختلاف پیدا نہیں ہوسکتا، جو انسانوں اور قوموں کو ایسے محاذوں میں تقسیم کردے، جو ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہوں۔

ہم بیان کر چکے ہیں، کہ اسلامی اخوت محض ایک پاکیزہ نظریہ اور ایک خیال اور تھیوری نہیں، بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے، جس کا عملی اظہار گذشتہ اسلامی تاریخ میں ہوتا رہا ہے، اور آج بھی ہر سچے مسلم کی زندگی میں روزانہ ہوتا رہتا ہے، یہ نظریہ آج بھی ویسا ہی زندہ اور قابل عمل ہے، جیسے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے تھا۔ جب مسلمانوں نے اپنی مخالف حکومتوں کو فتح کیا، اور ان علاقوں پر حکومتیں قائم کیں، تو مسلمان نے اپنی حکومت کے نشہ، اپنی قوت وشوکت اور عظمت کے خمار میں کبھی اس بات کو نہیں بھلایا، کہ سب انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں، اور کوئی دوسرے سے نسل اور رنگ کی وجہ سے افضل نہیں۔ عربوں نے شمال مشرقی یورپ کا ایک معتد بہ حصہ فتح کیا، لیکن نہ ان علاقوں میں اور نہ اندلس یا کسی اور جگہ نسل ورنگ کا سوال پیدا کیا ترکوں نے یورپ کو فتح کیا، اور آج بھی اس کے ایک حصہ کے مالک ہیں، مگر انہوں نے کبھی بھی اپنی رعایا سے وہ سلوک نہ کیا، جو آج اٹلی والے اہل حبشہ سے یا انگریز جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں سے، یا جرمن یہودیوں سے، یا امریکہ والے اپنے ملک کے حبشیوں سے کر رہے ہیں۔ مغل قوم نے تین سو سال تک ہندوستان پر بڑی شان سے حکومت کی، ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کیا، مگر کبھی بھولکر بھی اس خیال کو اپنے دماغ میں نہ آنے دیا، کہ وہ جنسی یا نسلی طور پر یا رنگ کے لحاظ سے اپنی مفتوح قوموں سے افضل ہیں۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ عثمانی ترکوں نے مصر اور عرب کو فتح کیا، مگر اس قدر جلد وہ ان ممالک کے باشندوں کے ساتھ گھل مل گئے، کہ فاتح ومفتوح کی تفریق ہی اٹھ گئی۔

عربوں نے افریقہ میں وسیع علاقے فتح کئے، اور حکومتیں قائم کیں، دوسرے لوگوں سی تجارتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلقات قائم کئے، مگر جہاں کہیں بھی وہ گئے، تہذیب کے علمبردار بنکر اور صلح و آشتی کے پیغامبر ہو کر، جتنا عرصہ بھی وہ وہاں رہے، لوگوں کو تہذیب سکھاتے رہے، مگر بھائی بنکر، مغربی اقوام کی طرح دوسروں کا خون چوس کر نہیں، نہ ان کی قومی ہستی مٹا کر، اور نہ ان کی اقتصادی ہستی کو برباد کر کے۔ افریقہ میں بُت پرست ابھی اسی طرح وحشی اور بہائم صفت ہیں، مگر ان کے ہمسائے مسلمان اسی قدر تہذیب یافتہ ہیں، کہ باہر سے آکر ان کو تہذیب سکھلانے والوں اور نئے تہذیب یافتہ حبشیوں میں فرق کرنا مشکل ہے۔

کہاں تک مثالیں دیتے جائیں، تاریخ عالم کے ہر ورق پر اسلامی تہذیب کے نقوش ثبت ہیں، اور تاریخ عالم کا ہر ورق اس بات کی شہادت دیتا ہے، کہ مسلمانوں نے اپنے اقبال اور عروج کے وقت میں مفتوح قوموں سے وہ شریفانہ سلوک کیا، اور ان پر اس طور سے حکومت کی، کہ جہانبانی و جہاں رانی کو ان پر ناز ہے۔ عیسائیت کے رنگ میں رنگی ہوئی مغربی تہذیب کا تو یہ حال ہے، کہ ابھی مشکل سے مغرب کو مشرق پر اقتدار حاصل کئے ایک سو سال کا عرصہ گذرا ہے، کہ مخالفت کا ایک طوفان اس مادی ملعون تہذیب کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے، اور مغرب کے استعمار کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔

کہا جا سکتا ہے، کہ عیسائیت نے بھی تہذیب گری کی، اور افریقہ کے وحشیوں کو مہذب بنایا مگر یہ یاد رہے، کہ ان کا دائرۂ عمل نہایت محدود رہا ہے، اس بات کے شواہد موجود ہیں، کہ جن لوگوں نے عیسائیت قبول کی، ان کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہو گئی۔ اسلام اور عیسائیت میں ایک نہایت اہم اختلاف ہے، اوّل الذکر اخوّت کا سب سے بڑا علمبردار ہے، اور اسی نے یہ تعلیم دی کہ ہر انسان دوسرے کا بھائی ہے، لیکن عیسائیت اس امتیاز کے قیام کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

اب جبکہ سفید فام اقوام اور دوسری اقوام کے تعلقات خراب ہو رہے ہیں، اور اس طرح امنِ عالم خطرے میں پڑ رہا ہے، ہم نہیں سمجھ سکتے، کہ اس میں شرافت اور ایمانداری کا دخل کہاں تک ہے، سفید فام اقوام نے فقط اتنی کوشش کی ہے، کہ دوسری اقوام کو ہر طرح غلام بنا کر ان کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذہنیتیں اتنی پست کر دی جائیں، کہ پھر ان میں سر اٹھانے کی صلاحیت ہی نہ رہے، بقائے عالم تک سیاسی، مذہبی اور ذہنی اختلافات رہیں گے، مگر کوئی ذی فہم اور صحیح الدماغ انسان یہ خیال نہیں کر سکتا، کہ دُنیا کا امن صرف اس لئے برباد ہو، کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو سفید اور دوسرے کو سیاہ پیدا کیا ہے۔ ہم بتا چکے ہیں، کہ نسلی امتیاز کا سوال نسبتاً نیا ہے، اور بالکل غیر فطری بھی۔ اینگلو سیکسن لوگ جنہوں نے اس خیال کو پیدا کیا ہے، آج سے ایک صدی پہلے نہیں جانتے تھے، کہ کبھی یہ سوال بھی پیدا ہوگا۔ نسلی امتیاز ایک دیوار ہے، جو استعمار پرست مغربی سیاستدانوں نے بنا رکھی ہے، تا اس کی آڑ میں مشرق پر ظلم ڈھائے جا سکیں، اور اس کا خون چُوسا جا سکے۔ ورنہ نہ اخلاقی طور پر اور نہ عمرانی طور پر اس میں کوئی معقولیت ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہونگے، کہ عیسائیت جو مساوات انسانی کی دعویدار ہے، ضرور اس ملحدانہ نسلی امتیاز پر مبنی نظام کے خلاف جہاد کرے گی، مگر وہ یہ نہیں جانتے، کہ اس خیال کی ہستی ہی اس نام نہاد علمبردار تہذیب و تمدّن — عیسائیت — کی مرہونِ منّت ہے، اور نہ صرف عیسائیت نے اس امتیازِ نسل کے خیال کو تقویت دی، بلکہ انجیل سے اس کے لئے آسمانی سند بھی پیش کر دی، جب امریکہ میں غلامی کا دور دَورہ ہوا، اس وقت عیسائیت کے ٹھیکیدار یعنی پادری لوگوں نے انجیل سے اس کا جواز پیش کیا، اور اب اس نسلی امتیاز کے مسئلہ کے حامی بھی یہی پادری صاحبان ہیں۔ یہ عیسائیت یا اس کے بانی پر اعتراض نہیں، بلکہ اعتراض اس طریقۂ اشاعت پر ہے، جو آجکل عیسائیوں نے اختیار کر رکھا ہے، ابتداء ہی سے عیسائیت ایک استعمار پرست مذہب رہا ہے۔ پہلے اس کو رومۃ الکبریٰ کی سرپرستی حاصل تھی، اور یہ اسکی تائید کرتا رہا، پھر ازمنۂ وسطیٰ میں یورپ کی بادشاہت کی، اور آج برطانوی شہنشاہیت کی کچھ بھی ہو یہ امر فراموش نہیں کیا جا سکتا، کہ عیسائیت اس مسئلہ کا کوئی حل پیش نہیں کر سکتی۔

آجکل اشتراکیوں (Socialists) اور اشتمالیوں (Communists) میں مسئلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخوت انسانی پر خوب بحثیں ہو رہی ہیں، مگر یورپ کے مزدور پیشہ طبقہ نے کبھی بھی ایشیاء اور افریقہ کے زرد، بھورے، اور سیاہ رنگ کے مزدوروں کے ساتھ اظہار ہمدردی واخوت نہیں کیا، اور حقیقت تو یہ ہے، کہ مختلف مغربی ممالک میں جو مشرقی لوگوں کے داخلہ پر پابندیاں عاید کی گئی ہوئی ہیں، ان کا باعث سرمایہ دار اور طبقۂ امراء کی نسبت زیادہ یورپ کی مزدور لوگ ہیں۔

اسلام اور صرف اسلام ہی اس مسئلہ کا صحیح حل پیش کر سکتا ہے۔ درحقیقت اسلام نہ صرف مساوات کا حامی ہے بلکہ اخوت کا سب سے بڑا علمبردار ہے، اور اس کے متبعین ہر وقت اس عقیدے کو عملی جامہ پہناتے رہتے ہیں، جب مسلمانوں نے دُنیا کا ایک بہت بڑا حصہ فتح کر لیا، تو مفتوحہ علاقہ کے لوگ مسلمانوں سے بہت کم تہذیب یافتہ تھے، مگر مسلمانوں نے انہیں تہذیب سکھائی، حیوانوں کو انسان بنایا، اور کبھی کوئی اختلاف جو نسلی امتیاز پر قائم ہو، پیدا نہ ہونے دیا، اور انہوں نے کبھی اس فاسد و ناپاک خیال کو اپنے دماغ میں جگہ نہ دی، کہ وہ فاتح اور دوسرے مفتوح ہیں۔ بلکہ انہوں نے ہمیشہ مفتوح علاقہ کے لوگوں کو اپنا بھائی سمجھا، اور ہر قسم کی سہولتیں انہیں مہیا کیں، اور جہاں کہیں بھی اسلام پہونچا، وہاں سے نسلی امتیاز کم ہوتا چلا گیا۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اب جبکہ اسلام اکنافِ عالم میں پھیل رہا ہے، نسلی امتیاز بھی ساتھ ساتھ مفقود ہوا جاتا ہے۔

دیر آید درست آید کے مقولہ کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں، کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ضیا پاشیوں کی بدولت وہ دن دُور نہیں، جب تمام دُنیا اسلام کے سائے تلے آرام کریگی، اور اس قسم کے لغو مسائل اور ان کے بانی ڈھونڈنے سے بھی نہ ملیں گے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اوّل ثبوت یہ دیا ہے، کہ یہ کتاب ایسے مضامین پر مشتمل ہے، جو بندہ اپنے طور پر معلوم ہی نہیں کر سکتا صرف خدا تعالےٰ ہی بتا سکتا ہے۔ کیونکہ فرمایا، کہ یہ قرآن خدا تعالےٰ کی مدد کے بغیر بنایا ہی نہ جا سکتا تھا۔ جس سے صاف اشارہ کر دیا، کہ اس میں وہ مضامین ہیں جو صرف اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان امور میں جنہیں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ایک امور غیبیہ ہیں، یعنی آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں۔ چنانچہ اسی سورۃ میں ہے، فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ تو کہدے کہ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ پس جو کلام ایسے امور پر مشتمل ہو، جسے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا، اس کے منجانب اللہ ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

تعجب ہے، کہ اس حصہ آیت پر ریورنڈ ویری نے بحوالہ برنگمینز نوٹس آن اسلام اپنی تفسیر میں اعتراض کیا ہے، کہ یہ بے دلیل دعویٰ ہے۔ صرف یہ کہہ دیا ہے کہ یہ قرآن خدا کے سوا کوئی نہیں بنا سکتا تھا، اور یہ نہیں بتایا کہ کیوں۔ مجھے افسوس ہے کہ ریورنڈ ویری زبان کی ان باریک خوبیوں کے علم سے بالکل محروم ہیں، جن کے بغیر کوئی زبان زبان کہلانے کی مستحق ہی نہیں ہو سکتی۔ اور خصوصًا عربی زبان تو اس کمال میں خصوصیت رکھتی ہے، کہ وہ تھوڑے الفاظ میں زیادہ مضمون بیان کر دیتی ہے۔

اس آیت میں ھٰذَا کا لفظ اس دعویٰ کو واضح کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا، کہ قرآن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں بنا سکتا تھا، بلکہ یہ فرمایا ہے، کہ اس قرآن کو۔ حالانکہ قرآن ایک ہی کتاب ہے، دو کتابوں کا نام قرآن نہیں، کہ "اس" کے لفظ کے لانے کی ضرورت ہوتی۔ "اس" کا لفظ اس اشارہ کے لئے لایا گیا ہے، کہ یہ کتاب اپنے مطالب کے لحاظ سے اس قدر بلند ہے، کہ اسے کوئی انسان بنا ہی نہیں سکتا۔ اور یہ فقرہ بے دلیل نہیں ہے، بلکہ دلیل پر مشتمل ہے۔ اور اس میں صاف بتایا گیا ہے، کہ اس کے اندر بعض باتیں ایسی ہیں، جو صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے آ سکتی ہیں۔ اور قرآن کریم کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے، کہ وہ باتیں کونسی ہیں۔ پس انہی باتوں کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ ہر زبان میں اس قسم کے جملے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلًا اردو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسلمان اور علمِ جغرافیہ

(از "ابنِ عمر")

(۲)

دسویں صدی مسیحی سے ایک ادبی جغرافیائی تحریک کا آغاز ہوتا ہے، جس نے بعد کی جغرافیائی تصنیفات کے اسلوب پر گہرا اثر ڈالا، اس عہد کے مصنّفین زیادہ تر خود سیّاح تھے، اس لئے جو کچھ انہوں نے لکھا، بہت حد تک اپنے مشاہدہ پر اس کی بنیاد رکھی، کتابوں میں نقشوں کی کثرت بھی اسی عہد کی یادگار ہے۔ اس عہد میں بحریات سے دلچسپی رکھنے والے جغرافیہ دانوں نے سمندروں کے کونے کونے تلاش کر ڈالے، اور ان کی اس طرح چھان بین کی، کہ نہ صرف بہت سے نئے جزیرے دریافت کئے، بلکہ بہت سی زیرآب چٹانوں کی بھی تحقیق کی، اور سمندروں کے نقشوں کو صحیح طور پر قائم کیا، نیز مختلف بحیروں اور خلیجوں وغیرہ کی پیمائش میں بطلیموسی معلومات کی غلطیاں واضح کیں۔

اس عہد کے مصنفین میں سے ابن الفقیہ، ابن رستہ، ابو زید بلخی، ھمدانی، اصطخری، مسعودی، قدامہ، ابن حوقل، اور مقدسی خاص طور پر شہرت رکھتے ہیں۔

ابو زید احمد بن سہیل البلخی - الفہرست میں اس کی ۴۳ مصنّفات کا ذکر ہے، جغرافیہ پر اس نے کتاب صورۃ الاقالیم (Delineation of the countries) کے نام سے ایک ضخیم اور مفصّل کتاب تصنیف کی تھی، جس میں مختصر تشریح کے ساتھ نقشے بھی موجود تھے، مقدسی نے اس کا ذکر کیا ہے، حاجی خلیفہ نے بلخی کی ۴۳ کتابوں میں سے جو چھ کتابیں دیکھی تھیں، اُن میں یہ صورۃ الاقالیم بھی تھی۔ کتاب البدء والتاریخ کی تصنیف بھی اس کی طرف منسُوب کی جاتی ہے، لیکن یہ درست نہیں، یہ کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطہر بن طاہر قدسی کی ہے۔ سلیمان تاجر کے جغرافیہ کی تکمیل بھی بلخی ہی نے کی تھی۔

ابومحمد الحسن بن احمد الهمدانی المعروف بابن حائك۔ جغرافیہ میں تخصیص حاصل کرنے کے علاوہ دیگر بہت سے علوم میں بھی ماہر تھا، چنانچہ اس کے متعلق انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا مضمون نگار لکھتا ہے:۔

He crowned him-self with honour in several fields of knowledge, his works are of the utmost importance for the study of the geography. [1]

شہرۂ آفاق کتاب الاکلیل کا مصنف یہی ہمدانی ہے، اس کتاب کو اس نے دس حصوں میں تقسیم کیا تھا، جن میں سے افسوس ہے آٹھ حصے ضائع ہو گئے، اور صرف آٹھواں حصہ محفوظ ہے اگر اس کتاب کے بقیہ اجزاء بھی دست بردِ زمانہ سے محفوظ رہ جاتے، تو دیکھنے والوں کو معلوم ہو جاتا کہ تبحر و کمال کے کیا معنے ہیں۔

جغرافیۂ عرب پر ہمدانی نے اپنی کتاب صفة جزیرة العرب اکلیل کے بعد احمد الناصر (۳۱۵ھ) کے عہد میں لکھی ہے، ۳۳۴ھ میں بحالتِ اسیری اس نے وفات پائی۔

ابو اسحٰق ابراهیم بن محمد الاصطخری المتوفی ۹۵۰ء نے جغرافیہ پر اپنی کتاب مسالك الممالك غالباً ۹۳۴ء میں لکھی تھی، لیکن اب اس کتاب کے جگہ بجگہ صرف اقتباسات ہی ملتے ہیں، اصل کتاب ناپید ہے، اس نے اپنی اس تصنیف کی بنیاد ابو زید بلخی کی کتاب پر رکھی تھی، اصطخری نے مختلف ممالک کے رنگین نقشے بھی تیار کئے تھے۔

دسویں صدی کے وسط میں مسعودی پیدا ہوا، اس نے اپنی عمر کی پچیس بہاریں اسلامی ممالک اور ہندوستان وغیرہ کے سفروں میں صرف کیں، اور اپنی کتاب مروج الذہب وغیرہ میں اپنے

[1] علوم کے مختلف میدانوں میں اس نے شہرت و عزت حاصل کی، اسکی تصنیفات جغرافیہ کے مطالعہ کیلئے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشاہدات قلمبند کئے۔ اور مختلف ممالک کے پہاڑوں، سمندروں، دریاؤں، اور تقسیمات ملکی پر معیاری جغرافیائی معلومات درج کیں، اور بعد میں آنے والوں کے لئے بہت کافی مواد پیچھے چھوڑا، ہیئت کے ذریعہ جغرافیائی انکشافات حاصل کرنے میں اسے خصوصیت حاصل ہے۔

ابوالفرج قدامة بن جعفر الكاتب البغدادي المتوفي سنہ ۹۵۸ء خلیفہ مکتفی کے عہد کا مشہور جغرافیہ دان ہے۔ خلیفہ مکتفی نے اسے بغداد میں پوسٹ ماسٹر جنرل بنایا۔ اس کی تصنیف کتاب الخراج بہت مشہور ہے، جسے اس نے ۳۱۶ سنہ ھ کے قریب تالیف کیا ہوگا۔ یہ کتاب دو جلدوں میں لکھی گئی تھی، لیکن اب اس کی پہلی جلد ناپید ہے۔

مملکت کی صوبائی تقسیم اور ڈاک کے نظام سے اس نے اپنی کتاب کو شروع کیا ہے، اور پھر ہمسایہ ممالک کی ایک سروے کی ہے، فتوحات اسلامی کے بیان کا ایک حصّہ بھی کتاب میں شامل ہے، لیکن اس کا سارا بیان علامہ بلاذری کی کتاب فتوح البلدان سے لیا گیا ہے۔

ابوالقاسم محمد بن حوقل۔ اس نے اپنے سفر اس وقت شروع کئے، جب مسعودی اپنے سفر ختم کر چکا تھا، یہ مئی سنہ ۹۴۳ء کا واقعہ ہے، اور اس کے بعد چھبیس برس تک دنیا میں گھومتا رہا، دوران سیاحت میں اس کی ملاقات اصطخری سے بھی ہوئی، جس سے اس نے اپنی کتاب کے لئے بہت سا مواد حاصل کیا، اس کا بدلہ اس نے یوں دیا، کہ اصطخری کی درخواست پر اس کے نقشوں کی اصلاح کی، یہ ملاقات غالباً سنہ ۳۴۰ھ سے قبل ہوئی، بیس برس بعد اصطخری کی کتاب کا نقش ثانی المسالك والممالك کے نام سے شائع کیا۔ جس میں نہ صرف اصل کتاب کے بعض بیانات کی تصحیح کی، بلکہ بہت سے جدید ابواب کا اضافہ بھی کیا۔ ابن حوقل کے پیش نظر ابن خردازبہ۔ قدامہ اور جیہانی کی تصانیف بھی تھیں، اس نے اپنی کتاب کے شروع میں سولہ صفحے دیباچہ کی طرز پر لکھے ہیں۔ اس کے بعد دیار العرب کے ذکر سے باقاعدہ کتاب کا آغاز کیا ہے۔ خود مصنّف اپنی کتاب کے متعلق لکھتا ہے:۔

"مَیں نے رُوئے زمین کا بیان تفصیلاً کیا ہے، ممالک اسلامی کی توضیح کی ہے، ہر ایک ملک

Digitized by Khilafat Library Rabwah
کے بیان کے ساتھ اس کا نقشہ شامل کیا ہے، جس میں مختلف اہم مقامات کو واضح کیا گیا ہے، ہر ایک ملک کی سرحدیں، صوبجات، شہر، دریا، سمندر، . . . ممالک کی شاہراہیں، ہمسایہ ممالک کے فاصلے، . . . . . غرض کُل چیزیں جو علمِ جغرافیہ کو بادشاہ، وزراء اور مختلف حیثیات کے اشخاص کے لئے دلچسپ بناتی ہیں، میری کتاب میں موجود ہیں"۔

ہندوستان کے تعلق سے یہ چیز قابلِ ذکر ہے، کہ ابنِ حوقل نے گجرات اور سندھ کا ایک بہت بڑا نقشہ بھی تیار کیا تھا، ابنِ حوقل نے شہروں کی تحقیقِ اسماء میں ضبط سے کام نہیں لیا، اس لئے اس میں کہیں کہیں تسامح اور سہو پایا جاتا ہے، نیز ان کے طول بلد و عرض بلد بھی بیان نہیں کئے گئے۔ پھر بھی اسے یہ اہمیت حاصل ہے، کہ مستشرقین اسلامی ممالک کے بارہ میں اس زمانہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس کتاب کو اکثر پیش نظر رکھتے ہیں۔

شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر البشاری المقدسی۔ مقدسی اسی دَور کا آخری نامور جغرافیہ دان ہے۔ یہ یروشلم کا رہنے والا تھا، اس نے اپنی زندگی کے بیس برس سیاحت میں گذارے۔ غالباً ۳۷۵ھ میں اس نے جغرافیہ پر اپنی کتاب احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم شائع کی، جس کی بنیاد اس نے اپنے سفروں پر رکھی تھی، اس نے اس کی وسعت کو محدود کر کے اسے صرف اسلامی ممالک کے جغرافیہ پر مرکوز کر دیا، چنانچہ وہ خود لکھتا ہے:۔

ولم نذکر الا مملکۃ الاسلام ولم نتکلف ممالک الکفار لانا لم ندخلھا۔	ہم نے صرف ممالک اسلام ہی کے حالات بیان کئے ہیں، اور غیر اسلامی ممالک کا ذکر اس لئے نظر انداز کر دیا ہے، کہ ہم نے ان کی سیاحت نہیں کی۔
(احسن التقاسیم ص۹)	

اس کتاب میں مشہور دریاؤں، پہاڑوں، سمندروں، صحراؤں، شہروں اور شاہراہوں کا ذکر ہے، اور مختلف ممالک کے باشندوں کی بولیوں، ان کے لہجوں اور رنگوں کے فرقوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو بھی واضح کیا گیا ہے، نیز ان کے رہنے سہنے کے طریق اور ان کے معتقدات بیان کئے ہیں، اور ہر ملک کی پیداوار پر بھی بحث کی ہے۔ اپنی کتاب کا مواد جمع کرنے میں اس نے جو اصول پیشِ نظر رکھا ہے، اسے ان الفاظ میں خود بیان کیا ہے:۔

وما تم لی جمعه الا بعد جولانی	میرے لئے اسے جمع کرنے کا کام ملکوں کی
فی البلدان ودخولی اقالیم الاسلام	سیاحت اور اسلامی دنیا میں گھومنے
.... ولا سمعت الا قول الثقات	کے بعد ہی ختم ہو سکا ہے، اور میں نے صرف
....	ثقہ لوگوں کی باتوں کو اختیار کیا ہے، اور
واجتهدنا فی ان لا نذکر شیئاً	میری کوشش رہی ہے، کہ جو کچھ پہلے لوگ
قد سطروہ ونشرح امراً قد	لکھ چکے ہیں اسے درج نہ کروں، اور تمام
اوردوہ لان العلم فی هٰذا	چیزوں کی تشریح کر دوں جو پہلوں نے لکھی ہیں،
الباب عندنا اوسع من ان نکررہ	کیونکہ اس باب میں ہمارے معلومات اس سے
او ننقله من کتاب۔	بہت زیادہ ہیں، کہ ہم تکرار سے کام لیں، یا پہلوں
	کی کتابوں سے نقل کریں۔

جیسا کہ بیان ہوا، اس کی تصنیف کا مدار اس کے سفری مشاہدات پر ہے، ان سفروں پر اس کے دس ہزار درہم خرچ آئے[۱]۔ جبکہ ایک درہم کی تیس روٹیاں ملتی تھیں[۲]، ذکر اقالیم العالم ومرکز القبلہ کا بیان مقدسی نے دوسروں سے لیا ہے، اور اس کا اعتراف بھی کیا ہے[۳]۔ اندازِ تحریر نقادانہ ہے۔ اپنی کتاب میں ایک جگہ ابو زید بلخی پر شدید نکتہ چینی کی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی خوبیوں کے اعتراف کے مواقع پر بخل سے کام نہیں لیا، اور ان جگہوں میں نہایت صفائی سے اقرار کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے: هُو امام فی هٰذا العلم[۴]۔ اور پھر اپنے بعض افعال کے جواز میں اسے بطور حجت پیش کیا ہے، اس کی کتاب

[۱] ص ۴۵ [۲] ص ۴۸ [۳] ص ۵۸ [۴] ص ۶۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah
سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس وقت تک سمندروں میں لائٹ ہاؤس (Light Houses) بن چکے تھے، چنانچہ ایک جگہ اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔ وقد نصب فی البحر جزوع علیہا بیوت درتب فیہا قوم یوقدون باللیل حتیٰ یتباعد عنہما المراکب۔ یعنی سمندر میں ایسی اونچی جگہیں بنائی گئی ہیں، جن پر رات کو آگ روشن کرنے کے لئے ملازم مقرر ہیں، تا جہاز وہاں سے دور رہیں۔

گیارھویں صدی میں بھی جغرافیائی کام جاری رہا۔ لیکن اس میں غیر معمولی ترقی نہیں ہوئی۔ اس زمانہ میں امّتِ اسلامیہ میں ایک خلفشار پیدا ہو گیا تھا، یعنی ایک طرف سلجوقی ترکوں کے بے پناہ حملوں نے مشرق کے اسلامی ممالک کو برباد کر دیا تھا، اور دوسری طرف مسیحی حکمران مغربی حصّوں پر یلغاریں کرتے ہوئے صلیبی جنگوں کی تیاریاں کر رہے تھے، اس لئے گو اس صدی میں جغرافیائی کام جاری رہا، لیکن خاص طور پر علمی لحاظ سے قدم زیادہ آگے نہیں بڑھا۔

اسی عہد میں مسلمانوں نے جغرافیہ کے اس حصّہ کو مرتب کیا، جس کا تعلق ریاضی سے ہے، چنانچہ بیرونی نے مساحت کے ذریعہ پیمائش کر کے ایک ہی عرض بلد کے مختلف مقامات نہایت صحت سے معلوم کئے۔

البیرونی ۱۰۳۰ء میں ہندوستان آیا، سندھ اور شمالی ہندوستان کے متعلق اس نے بہت سے مشاہدات شائع کئے، اسے اس ملک کے نقشہ کے درست کرنے کا بھی خیال تھا، بیرونی نے دائرۂ نصف النہار معلوم کرنے کا ایک جدید طریق بھی معلوم کیا تھا، جو نہ صرف بطلیموسی طریق سے مختلف تھا، بلکہ نویں صدی کے اس طریق سے بھی جدا تھا، جس کے ذریعہ مامون کے عہد میں اس دائرہ کا اندازہ کیا گیا تھا، اور جس کا مختصر ذکر ہم کر چکے ہیں۔

عبد اللہ بن عبد العزیز البکری۔ اس عہد کا دوسرا نامور مصنف ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیارھویں صدی کے نصف آخر میں خلیفہ ہشام المؤید کی طرف سے اس کا باپ گورنر تھا، بکری نے قرطبہ میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ ابن حیان سے بھی تلمذ تھا۔ قدیم جغرافیہ پر المعجم ما استعجم کے نام سے اس نے ایک کتاب تصنیف کی تھی، جسے ہم یعقوبی کی کتاب کی طرح مختلف جگہوں اور شہروں کی لغت کہہ سکتے ہیں، لیکن جغرافیہ میں بکری کی شہرت کا مدار اس کی کتاب المسالك والممالك پر ہے، گو مکمل کتاب محفوظ نہیں، اور افسوس ہے، کہ اس کے اکثر اجزاء دست بُرد زمانہ سے ضائع ہو چکے ہیں، لیکن جس قدر بھی حصہ محفوظ ہے، اس سے بکری کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔ کتاب ایک سفرنامہ کے انداز پر لکھی گئی ہے، جو اس زمانہ میں جغرافیائی کتابوں کے لکھنے کا طریق تھا۔

اعلان انعامی مقابلہ

اُردو اکاڈمی جامعہ ملّیہ اسلامیہ دہلی نے ذیل کے ہر مضمون پر مبلغ دو سو روپے انعام دینا تجویز کیا ہے۔ جن صاحب کا مقالہ سب سے بہتر ہوگا۔ انہیں مذکورہ بالا انعام دیا جائیگا۔ اکاڈمی کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ اس کے علاوہ اکاڈمی منتخب مقالہ جات کے حقوق اشاعت اپنے ذمہ رکھے گی۔ مقالہ میں تقریبًا پچاس ہزار الفاظ ہونے چاہئیں۔ اور تمام مقالے سیکرٹری اردو اکاڈمی کے پاس ۱۵ ارستمبر تک پہونچ جانے چاہئیں۔ جو صاحب اس مقالہ نویسی میں شرکت پسند کریں، وہ پہلے اپنے مضمون کے انتخاب سے سیکرٹری کو مطلع کردیں۔

فہرست مضامین:۔ (۱) انشنراکیت (۲) فاسزم (۳) نازی ازم (۴) وطنیت۔ (۵) سرمایہ داری (۶) بحیرہ روم کی سیاست (۷) بحر الکاہل کی سیاست (۸) امریکہ اور سیاست عالم (۹) وسطی یورپ کی سیاست (۱۰) نوآبادیوں کی تقسیم (۱۱) ممالک اسلامی کی سیاست:

(از طرف سیکرٹری اردو اکاڈمی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکالمہ شیعہ و احمدی

(مرتبہ سید صادق حسین صاحب مختار عدالت۔ اٹاوہ)

شیعہ:۔ جہاد فی سبیل اللہ بہترین عمل ہے۔ اور سُنّی اس بات کو مانتے ہیں، کہ جناب امیر علیہ السّلام اس بات میں اصحابِ ثلاثہ بلکہ تمام اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر فوقیت رکھتے تھے، تو پھر خلفاء ثلاثہ آیت استخلاف کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں؟

احمدی:۔ جہاد فی سبیل اللہ کو اعدائے ملّت یا کفّار کے ساتھ جنگ کرنے پر منحصر سمجھنا غلطی ہے، کیونکہ جہاد جہد سے مشتق ہے جس کے معنی کوشش کرنیکے ہیں۔ پس جہادِ نفس، دین کے لئے مالی قربانی، اور تبلیغی کوشش سب جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہیں، شیعوں کی تفسیر عمدۃ البیان جلد اوّل صفحہ ۱۸۵ میں لکھا ہے کہ "حضرت رسُولِ خدا نے کفار کے جہاد سے پھر کر فرمایا، کہ پھرے ہم جہادِ اصغر سے، کہ وہ جہادِ کفار ہے، طرف جہادِ اکبر کے، کہ وہ جہادِ نفس ہے۔" سُنّی اس بات کو ہرگز نہیں مانتے، کہ جناب علی علیہ السّلام اصحاب ثلاثہ بلکہ تمام اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مالی قربانی اور تبلیغی جہاد میں فوقیت رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے مقابلہ میں جناب علیؓ کی مالی حیثیت کیا تھی؟ کچھ بھی نہیں۔ دیکھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک بُت پرست کافر کے غلام تھے، اور وہ کافر ان کو اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے سخت اذیتیں دیا کرتا تھا، حضرت ابوبکرؓ نے ترس کھا کر بلالؓ کو خرید کر کے آزاد کر دیا، جو بعد میں حضرت رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤذن مقرر ہوئے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے، جس سے انکار نہیں ہو سکتا، پھر حضرت ابوبکرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد تبلیغِ اسلام میں ایسی کوشش کی، کہ اسکے نتیجہ میں حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ عمائد اسلام داخل اسلام ہوئے۔ ہاں شرعی ضرورت پیش آجانے اور شرائط جہاد موجود ہونے پر کفار کے ساتھ جنگ کرنا بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے، مگر اس میں بھی اصحاب ثلاثہ نے حتی الامکان کوئی کمی نہیں کی۔ اگر جناب علی علیہ السلام نے سپاہیانہ بہادری دکھلائی تو اصحاب ثلاثہ نے سپاہیانہ بہادری کے علاوہ جنرلوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرح مدبرانہ بہادری بھی دکھلائی، تاریخی کتابیں اس پر شاہد ہیں۔علاوہ ازیں یہی اصحاب ثلاثہ ہیں، جن کے جہاد فی سبیل اللہ کی بدولت ایران، شام اور مصر وغیرہ میں اہل اسلام کو جو فتوحات عظیمہ حاصل ہوئیں وہ محتاج بیان نہیں۔اب رہی یہ بات کہ اصحاب ثلاثہ آیت استخلاف کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں، اس کی نسبت گزارش ہے کہ آیت کریمہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا، الخ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین صالح الاعمال کیلئے وقت نزول آیات سے لیکر قیامت تک کے لئے جو وعدہ فرمایا ہے اور اس کی جو علامتیں مثل تمکین دین اور تبدیل خوف خلفاء بہ امن کے بیان کی ہیں یہ سب وعدے مع علامات مذکورہ اصحاب ثلاثہ کے زمانہ میں پورے ہوئے جناب علی علیہ السلام کی عہد خلافت میں پورے نہیں ہوئے۔اس لئے قانونِ قدرت کے مطابق اہلِ حق مجبور ہیں کہ اصحاب ثلاثہ کو موعود خلفاء مانیں۔کیونکہ جو امر خدا تعالیٰ کے کلام اور اسکے کام دونوں سے ثابت ہو جائے اس سے انصافاً و ایماناً انکار نہیں کیا جا سکتا۔

شیعوں کے جلیل القدر فاضل قاضی نور اللہ صاحب شوستری نے اپنی کتاب احقاق الحق میں جناب علی علیہ السّلام کے عہد خلافت کے متعلق لکھا ہے۔" والحاصل ان امر الخلافۃ ما وصل الیہ الّا بالاسم (از مناظرہ پنجاب صلا) یعنی خلافت جناب امیر کو محض برائے نام ملی تھی۔

خود جناب علی علیہ السّلام نے اپنی خلافت کی جو مثال دی ہے، وہ یہ ہے، فرمایا، سوائے کوفہ کے اور کوئی میری مملکت نہیں ہے، چاہے میں اسے لپیٹوں چاہے کشادہ کروں۔میرے حصہ میں فقط وہ چکنائی اور دسومت ہے جو پیالے میں شوربا وغیرہ کھا لینے کے بعد رہ جاتی ہے۔اس سلطنت میں میرا فقط اتنا ہی حصہ ہے۔(ترجمہ نہج البلاغۃ صـ۳۹)

پھر جناب علی علیہ السّلام نے اپنے عہد خلافت میں ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں حاضرین کو اس طرح خطاب کیا۔" تم اُن پر خدا کی نعمتوں کے نازل ہونے کے مقامات کی طرف نظر کرو جبکہ ان کی طرف ایک عظیم الشان پیغمبر (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو مبعوث فرمایا انکی اطاعت کو اس کی شریعت کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بستہ کر دیا۔ ان کی الفت کو اس کی دعوت پر جمع فرما دیا کس طرح نعمتوں نے اپنی کرامت کے بازو ان پر پھیلا دیئے۔ اور خوش گذرانی کی نہروں کو ان کی طرف جاری کر دیا۔ اپنی برکت کے فائدوں میں انکی شریعت کو جمع کیا انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی، کہ نعمتوں میں غرق اور معیشت کی سرسبزی میں خوشحال ہو گئے انکے امور نے بادشاہ قاہر اور غالب کے سرمایہ میں منزل حاصل کی۔ ان کے حالات نے ان کو غلبہ کرنے والی عزت کے پہلو میں جگہ دیدی۔ قائم اور برقرار بادشاہی کی بلندی میں امور نے ان پر مہربانی کی وہ اہل عالم پر حکمران اور اطراف زمین میں بادشاہ ہوئے۔ (نہج البلاغہ مترجم مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۶۵)

اب آپ براہ مہربانی غور فرمائیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور حضرت علیؑ کی خلافت سے پہلے وہ کونسے عرب کے بادشاہ ہیں جنکی بدولت اہل عرب پر اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں نازل کیں اور وہ کون منعم علیہم مقدس حضرات عرب ہیں جو اہل عالم پر حکمران اور اطراف زمین میں بادشاہ ہوئے۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ ہی ہیں رضی اللہ عنہم۔ اب ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے۔

شیعہ۔ سلطنت ارضی مل جانے کو اصحاب ثلاثہ کی حقیت خلافت کی دلیل ٹھہرایا جائے تو بڑے تعجب کی بات ہوگی۔ کیونکہ سلطنت ارضی تو یزید، مروان، ولید وغیرہ کو بھی ملی تھی اور اسلام سے پہلے فرعون اور نمرود و شداد وغیرہ کو بھی مل چکی تھی۔

احمدی:۔ ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ اصحاب ثلثہ کو چونکہ سلطنت ارضی مل گئی تھی۔ بس اسی لئے وہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہیں۔ یہ تو جناب نے خود ہی اپنے دل سے ایک بات بنا کر اس کی بنیاد پر عمارت اٹھائی ہے۔ ہم نے جو کچھ پہلے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے قرآن شریف میں وعدہ فرمایا ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کے خلیفے بنلائے گا۔ پھر ان خلیفوں کی علامتیں بتائیں اور کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فرما کر سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل ٹھہرایا۔ یہ سب باتیں جو آیت استخلاف سے ظاہر ہوتی ہیں وہ خلفائے ثلاثہ کے وجود میں پوری ہوگئیں، جس طرح حضرت موسےٰؑ کے بعد ان کے خلیفہ یوشع ہوئے جو حضرت موسےٰؑ کے اہل بیت میں سے نہ تھے ہاں ان کی قوم سے تھے، اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کے خلیفہ ابو بکرؓ ہوئے جو آپؐ کے اہل بیت میں سے نہ تھے مگر آپؐ کی قوم سے تھے۔ پس مماثلت بین السلسلتین پوری ہوگئی۔ اور تمکین دین اور تبدیل خوف بامن کی علامتیں بھی اصحاب ثلاثہ کے ایام خلافت میں پوری ہوگئیں،

(208)
Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بھی اس قسم کے فقرے بولے جاتے ہیں، کہ کیا یہ شخص جھوٹا ہو سکتا ہے، یا کیا یہ بات غلط ہو سکتی ہے۔ اور کوئی عقلمند ایسا نہ ہوگا، جو یہ کہے کہ یہ فقرہ بے دلیل ہے۔ کیونکہ ایسے فقروں کے یہ معنی ہوتے ہیں، کہ ان کی بعض مشہور عام خوبیاں جن کے خاص طور پر بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر شخص انہیں جانتا ہے ایسی ہیں کہ انہیں مدنظر رکھتے ہوئے ممکن نہیں کہ وہ شخص جھوٹا ہو یا وہ بات غلط ہو۔ صرف "اس" کے لفظ سے یہ سب مضمون پیدا کر لیا جاتا ہے۔ غرض ھٰذا کا لفظ اس آیت کے مطلب کو بالکل واضح کر دیتا ہے۔ مگر بعض مسیحی مشنری بغیر عربی زبان کی باریکیوں سے واقف ہونے کے قلم اُٹھا لیتے ہیں، اور خود بھی غلطیوں میں مبتلا ہوتے ہیں، اور ان ناواقف لوگوں کو بھی مبتلا کرتے ہیں، جو ان پر اعتبار کرتے ہیں۔ کاش کہ وہ بعض غیر متعصب مستشرقین سے ہی مشورہ کر لیا کرتے

دوسری دلیل قرآن کریم کے کامل رُوحانی ہدایت نامہ ہونے کی یہ دی ہے، کہ جس طرح اس کی اپنی پیشگوئیاں اس کے مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہونے کے خیال کو غلط ثابت کرتی ہیں۔ اسی طرح پہلے انبیاء کی پیشگوئیاں بھی اس خیال کو غلط ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ پہلے انبیاء کا کلام بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اس میں بھی اس کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ اگر اسے تسلیم نہ کرو گے۔ تو سب انبیاء کو جھوٹا قرار دینا ہوگا۔ کیونکہ ان کی وہ پیشگوئیاں جو اس کے متعلق ہیں غلط تسلیم کرنی ہونگی۔

قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ بجائے پہلوں کو پچھلوں کا مصدّق قرار دینے کے پچھلوں کو پہلوں کا مصدّق قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ حضرت یحیٰؑ وغیرہم انبیاء کی نسبت اسی رنگ میں اُس نے ذکر کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گو پہلوں کی پیشگوئیاں پیچھے آنے والوں کی نسبت ہوتی ہیں، مگر بعد میں آنیوالے انبیاء ان پیشگوئیوں کو پورا کر کے پہلے انبیاء کی صداقت پر مُہر لگاتے ہیں۔ اس حقیقت کے بیان کرنے کا بہترین طریق وہی ہے، جو قرآن کریم نے اختیار کیا ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ اس نبی کے یا اس کلام کے پہلے انبیاء مصدّق ہیں، اس قدر مؤثر نہیں ہو سکتا، جس قدر یہ کہنا کہ اس کلام کے ذریعہ سے ہی پہلے نبی کی تصدیق ہوتی ہے۔ ورنہ اسے جھوٹا ماننا پڑتا ہے۔ اس دلیل کے آگے پہلے انبیاء کے اتباع کو فوراً دبنا پڑتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے ہم ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین ماننے پر مجبور ہیں۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو موعود وراشد خلفاء مانا ہے، اسلئے شیعہ علیؓ کہلا کر جناب علیؓ کی مخالفت آپ کو زیبا نہیں۔ آپ کے مزید اطمینان کے لئے خلفاء ثلاثہ کی حقیت خلافت پر شیعوں کی ایک نہایت معتبر روایت اور پیش کی جاتی ہے۔

جنگ احزاب میں حضرت رسول خدا مع اصحاب خندق کھودنے میں مصروف تھے ایک پتھر ایسا سخت نکلا جس پر بیلچہ اثر نہیں کرتا تھا۔ اس کے متعلق ملاں باقر مجلسی صاحب نے اپنی کتاب حیات القلوب مترجم جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۵۹۲-۹۳ میں لکھا ہے۔

"ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جب پہلا بیلچہ مارا۔ ایک ثلث پتھر ٹوٹ گیا اور حضرت نے فرمایا اللہ اکبر۔ خدا نے ملک شام کی کنجیاں مجھے عنایت فرمائیں، بخدا میں اس وقت اس ملک کے قصر ہائے سرخ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسرا بیلچہ مارا۔ اور دو ثلث پتھر ٹوٹ گیا۔ حضرت نے فرمایا اللہ اکبر، خدا نے ملک فارس کی کنجیاں مجھے عطا کیں۔ بخدا میں اس وقت مدائن کے قصر ہائے سفید دیکھ رہا ہوں۔ جب تیسرا بیلچہ مارا وہ تمام پتھر ٹوٹ گیا حضرت نے فرمایا اللہ اکبر۔ ملک یمن کی کنجیاں مجھے ملیں۔ بخدا میں اس وقت صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں"۔

پھر حیات القلوب مذکور صفحہ ۳۸۷ میں لکھا ہے۔ "آنحضرت تین سال تک مکہ میں پوشیدہ اور کافروں سے خائف اور ہراساں رہتے تھے اور نجات وخوشحالی کا انتظار کرتے تھے تا اینکہ حق تعالےٰ نے اپنی دعوت ظاہر کرنیکا حکم دیا۔ اس وقت آنحضورؐ مسجد میں آئے اور حجر اسمٰعیل پر کھڑے ہوکر بآواز بلند ندا دی، کہ اے گروہ قریش اور اے طوائف عرب! میں تمکو طلب کرتا ہوں کہ خدا کی وحدانیت کی گواہی دو، اور میری پیغمبری پر ایمان لاؤ، اور تمکو حکم دیتا ہوں، کہ بت پرستی ترک کر کے اس امر کو قبول کرو جسکی طرف تمکو طلب کرتا ہوں کہ ملک عرب کے بادشاہ ہوجاؤ، اور گروہ عجم تمہاری فرمانبرداری اختیار کریں، اور بہشت میں بھی بادشاہ رہو"۔

اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئیاں اُسی صورت میں سچی مانی جاسکتی ہیں، جب خلفائے ثلاثہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی جانشین مانے جائیں۔ اور جب خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خدا ورسول کی پیشگوئی کے مطابق عرب وعجم کے بادشاہ ہوگئے تو وہ اسی پیشگوئی کے مطابق بہشت کے بھی بادشاہ ہیں۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نئی تصانیف

پیامِ امین یہ قرآنِ کریم کی عظمت اور جلالت پر ایک قابلِ قدر تالیف ہے، جس کے لئے اسلامی پبلک کو مولانا محمد عبداللہ صاحب مہناس مشہور و معروف جرنلسٹ کا ممنون ہونا چاہیئے اس میں پہلے توجمع القرآن کی تاریخ ہے، اس کے بعد قرآن مجید کی اشاعت کی مختصر داستان ہے، اس میں بتایا گیا ہے، کہ قرآن مجید کس طرح پر عرب کے مختلف علاقوں میں اور پھر افریقہ، یورپ، چینی ترکستان، مغلستان، اور ہندوستان میں پھیلا۔ اس کے بعد تراجم قرآن کی تاریخ لکھی ہے، کہ مغرب کی کون کونسی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو چکا ہے، کن لوگوں نے ترجمے کئے، کب کئے، اور کہاں شائع ہوئے، یہ نہایت محنت طلب مضمون تھا، جس میں مؤلف پوری طرح کامیاب رہا ہے پھر مشرقی زبانوں میں تراجم کا ذکر ہے، اور وہ بھی ہمہ گیر ہے، صفحہ ۸۰ تک یہی مضمون چلا گیا ہے، بقیہ کتاب میں جو ۲۰۵ صفحوں پر مشتمل ہے، یہ دکھایا ہے، کہ قرآن مجید مشرق و مغرب کے نامور محققین کی نظروں میں کیا رتبہ رکھتا ہے، یہ نہایت مؤثر طریق تبلیغ ہے، اس سے قرآن کی عظمت معلوم ہوتی ہے، کہ کس طرح پر غیر مذاہب کے علماء فضلاء نے مختلف پہلوؤں سے اس کو جانچا، اور باوجود بنظرِ تنقید دیکھنے کے اس کے فضائل کو تسلیم کیا، اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے، کہ یہ مسحور کُن اعجاز کا حامل ہے، اور آسمانی کتب میں سے بہترین کتاب ہے، اور اس کے کلام پر عقل انسانی حیرت زدہ ہے، اور یہ کہ دین و دُنیا میں اس سے بہتر رہنما نہیں ہو سکتا۔ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ روحانی اور جسمانی دُنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے والی کتاب ہے، جس کی آزمائش ہر زمانہ میں ہو سکتی ہے، یہ ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ اخیر میں ایک بات قرآن کے حیرت انگیز نتائج کے متعلق بھی ہے، غرض اوّل سے آخر تک یہ کتاب مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ نقشِ ثانی ہے، اور ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد زِ اوّل ۔ اس کی قیمت واجبی ہے مجلد ملتی ہے۔ کاغذ نفیس۔ چھپوائی۔ لکھائی۔ دیدہ زیب۔ قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ:۔ شرکت ادبیہ شریف گنج امرتسر۔

سیرت المہدی حصہ سوم یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سیرت طیّبہ کا حصّہ سوم ہے، اس سے پہلے دو حصّے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان روایات کو جمع فرمارہے ہیں، جو آپ کو مختلف معتبر ذرائع سے پہونچیں، اس وقت روایات کا جمع کردینا مقصود ہے، ان پر تفصیلی اور تنقیدی تبصرہ بعد میں ہوگا، تاہم اکثر روایتوں کے ساتھ تشریحی وتصریحی نوٹ دیدیئے گئے ہیں، یہ کتاب نہایت ایمان افروز مجموعہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور نئے خدّام کو چاہیئے۔ کہ اس سلسلہ روایات کو ضرور مطالعہ فرمائیں۔ کیونکہ ان میں خداتعالےٰ کی قدرتوں کے بے شمار نشانات ہیں، جن سے تقویٰ واحسان وعرفان میں ترقی ہوتی ہے، لاریب یہ مجموعہ عملی سرگرمی پیدا کرنے کا موجب بھی ہے۔ حصّہ سوم میں زیادہ تر حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی روایات ہیں، اور اَهْلُ الْبَيْتِ اَدْرٰى بِمَا فِيْهِ کے مطابق اکثر ایسے حالات معلوم ہوتے ہیں، جن سے اکثر احباب ناواقف ہیں، یا ان کے متعلق صرف جزوی علم رکھتے ہیں ۲۰×۲۶/۸ کی تقطیع پر خوشخط ۳۱۲ صفحے کی کتاب ہے۔ بکڈپو تالیف واشاعت قادیان سے طلب فرمائیں ؁

تمدّنِ اسلام اس رسالہ میں جس کا حجم قریبًا ۷۰ صفحے ہے، اور نہایت عمدہ کتابت وطباعت سے مزین ہے، قرآن مجید۔ احادیث نبوی۔ تاریخ اسلام اور ارشادات مسیح علیہ السلام کی روشنی میں اسلامی تمدن کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اسلام صرف کلمہ پڑھ لینے یا احمدیت میں بیعت کر لینے کا نام نہیں، بلکہ ضرور ہے کہ ع ازعمل ثابت کن آں نورے کہ درایمانِ تُست ؁ کے مطابق ایمان لانے والے کی زندگی بالکل اسلامی ڈھانچے میں ڈھل جائے اور چودھویں صدی میں قرنِ اوّل کا مسلمان معلوم ہو، اور اس کی حرکات وسکنات ایسی ہوں، کہ بلاکسی تصنّع کے اس سے وہ اعمال صادر ہوں، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتیاز خصوصی تھے، اور جن کے ذریعے ان کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ ملا۔ اور نہ صرف عقبیٰ میں بلکہ اسی دُنیا میں بھی تمام قوموں کے مقتداء قرار پائے۔

اسلام صرف نماز روزے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک ضابطۂ عمل ایک نظام روحانی وجسمانی ہے، جب تک اس کی تمام ہدایات پرعمل نہ کیا جائے، اصل مقصد حاصل نہ ہوگا۔ پس چاہیئے۔ کہ ہم اول علم حاصل کریں، اور اپنی زندگی کو سراپا اسلامی زندگی بنائیں۔ اس دبستانِ تہذیب وتمدن کے مبتدیوں کے لئے یہ رسالہ انشاء اللہ بہت نافع ہے۔ یہ رسالہ بُک ڈپو تالیف واشاعت قادیان سے ملے گا ؁

الحکم کا سیرت مسیح موعود نمبر "الحکم" سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پرانا اخبار ہے۔ اخی المکرم

232
Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے باوجود علالتِ طبع اور مالی حالات کی نامساعدت کے حال ہی میں اس کا سیرت مسیح موعودؑ نمبر شائع کیا ہے۔ جس میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر نہایت بیش قیمت مضامین درج ہیں۔ دفتر "اخبار الحکم" قادیان سے چار آنے کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں۔

خدا تعالیٰ کا عظیم الشان پیغام

یہ رسالہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے شائع کیا ہے، جس میں لطیف پیرایہ میں بعض اسلامی تعلیمات کی تشریح کرکے تبلیغ احمدیت کا فرض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا گیا ہے۔ جناب سیٹھ صاحب موصوف الہ دین بلڈنگ سکندر آباد (دکن)، کے پتہ پر ایک کارڈ لکھکر ایک نسخہ مفت طلب کریں۔ جو اصحاب تبلیغ کے لئے متعدد نسخے منگانا چاہیں، ان کو ایک روپیہ کے بیس نسخے مل سکتے ہیں۔

وصیتیں

نمبر ۵۴۰۵:۔ منکہ چوہدری محمد انعام اللہ صاحب ولد چوہدری محمد اکبر علی صاحب قوم اینتھر عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن اکبر منزل قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ر مارچ ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد چالیس روپیہ ہے۔ تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد انعام اللہ احمدی ۳/۳۹-۲۳۔ گواہ شد:۔ اکبر علی بقلم خود والد موصی ۳/۳۹-۲۳۔ گواہ شد:۔ مولابخش پنشنر محلہ دارالفضل قادیان ۳/۳۹ ۲۳۔

نمبر ۵۳۹۹:۔ سعیدہ بیگم زوجہ چوہدری محمد حیات [illegible] ساکن ادرحمہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ر جون ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت قریبًا ایک ہزار روپیہ نقد ہے۔ جو کہ مَیں نے اپنے زیورات فروخت کرکے قادیان دارالامان میں مکان بنانیکا ارادہ ہے۔ خزانہ بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کرایا ہوا ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ اگر میری کوئی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی جو رقم میں اپنی زندگی میں داخل کراؤں وہ منہا سمجھی جائیگی۔ مہر وصول کر کے واپس معاف کر چکی ہوں۔ الامۃ: سعیدہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد: مولوی محمد رفیع الدین ٹیچر ادرحمہ بقلم خود۔ گواہ شد: محمد حیات خاوند موصیہ مدرس جلال پور۔ بقلم خود۔

نمبر ۵۳۹۵ :۔ منکہ غلام سرور بٹ ولد محمد بخش بٹ صاحب قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن میگاڈی صوبہ کینیا کالونی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ اپریل ۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۲۸۰ شلنگ ماہانہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: بقلم خود غلام سرور بٹ احمدی نیروبی شہر۔ گواہ شد: محمد اکرم خاں غوری سکرٹری وصایا نیروبی۔ گواہ شد: محمد امین احمدی۔ گواہ شد: ڈاکٹر شاہ نواز خاں میڈیکل آفیسر میگاڈی۔ گواہ شد ڈاکٹر نذیر احمد۔ احمدی میگاڈی۔

نمبر ۴۸۰۹ :۔ منکہ صلاح الدین رشید ولد حکیم نظام الدین صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۵-۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۱۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: صلاح الدین رشید۔ گواہ شد: حکیم مولوی نظام الدین۔ گواہ شد: محمد بخش [illegible] وٹرنری اسسٹنٹ محلہ دارالرحمت۔

نمبر [illegible] مولوی سید سعید الدین صاحب مرحوم قوم سید عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹھی ڈاک خانہ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ جون ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ از قسم اراضی سکنی و آبی چھ ایکڑ پچاس اور ایک مکان خام پر مشتمل ہے اور جس کی کل قیمت تخمیناً مبلغ -/۱۸۲۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی (دسویں حصہ) وصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرا گذارہ صرف مندرجہ بالا جائیداد پر نہیں، بلکہ طبابت پر بھی ہے جس کی اوسط آمدنی ماہوار مبلغ عہ روپیہ ہے۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میری وفات کے بعد اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی ؛ العبد :۔ سیّد مبشر الدین احمد احمدی ساکن کوسمبی ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک اڑیسہ۔ گواہ شد :۔ سید اختر الدین احمد۔ احمدی ساکن کوسمبی ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک اڑیسہ۔ گواہ شد :۔ سیّد غلام محمد احمدی ساکن رسول پور سونگڑہ کٹک سیکرٹری وصایا سونگڑہ ۳۹/۶/۱۳۔ گواہ شد :۔ سیّد محمد زکریا احمدی ساکن رسول پور سونگڑہ ضلع کٹک۔ موصی کا بھانجا۔ گواہ شد :۔ سید میر احمد ساکن کوسمبی سونگڑہ ضلع کٹک۔ موصی کا بھتیجا۔

نمبر ۵۴۰۳ :۔ مسماۃ رحمانی بیگم بنت چوہدری حاکم خاں سکنہ سڑوعہ اور زوجہ چوہدری محمد احمد خاں قوم راجپوت سڑوعہ ضلع ہوشیارپور حال قادیان عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳۹/۶/۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ مہر یکصد روپیہ۔ زیور قیمتی۔ کانٹے للعہ۔ ٹریاں عہ روپیہ دھاگا صہ کل جائداد للصہ روپیہ ؛۔ فقط ۳۹/۶/۴ ؛۔ العبد :۔ رحمانی بیگم بقلم خود۔ گواہ شد :۔ محمد احمد خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد :۔ نور احمد خاں کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان ؛

نمبر ۵۴۰۴ :۔ منکہ بشیر احمد ولد میاں امام بخش صاحب قوم شیخ قریشی عمر قریبًا ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لدھیانہ آج مورخہ ۳۹/۶/۷ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک کنال تیرہ مرلہ سکنی اراضی قطعہ ۲۱ بلاک ۱ محلہ دارالرحمت قادیان قیمتی مبلغ ۵۹۵/- روپیہ میری ذاتی ملکیت ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ایک مکان واقعہ قصبہ دھرم کوٹ تحصیل موگہ ضلع فیروزپور میں ہے جو ہم دو بھائیوں اور دو بہنوں کی موروثی ملکیت ہے۔ مکان کی قیمت اندازًا ۱۰۰۰/- روپیہ ہے۔ اس میں جو میرا حصہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۸۲/- روپیہ ماہوار ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم یا جائیداد حصہ وصیت کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط مورخہ ۶/۳۹-۷۔ العبد:۔ بشیر احمد ڈسٹرکٹ مشنری انسپکٹر گجرات پنجاب بقلم خود ۶/۳۹-۷ ؛ گواہ شد:۔ محمد ابراہیم ڈار سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ گجرات۔ گواہ شد:۔ غلام رسول راجیکی ۶/۳۹-۷ ؛

نمبر ۵۴۸۰:۔ منکہ چوہدری محمد شفیع ولد چوہدری تاجدین صاحب قوم جٹ عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۳۹-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میں تیس روپے ماہوار کا ملازم ہوں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ماہ بماہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا کرتا رہونگا۔ جس قدر آمد ماہوار میں ترقی ہوتی رہے گی۔ اسی قدر حصہ وصیت میں بھی زیادتی کرتا رہونگا۔ میں زمیندار بھی ہوں۔ مگر میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ جو زمین قریبًا ۸ بیگھہ ہے۔ جس میں ہم تین بھائی ہیں۔ مگر میں زمین کا مالک والد صاحب کی وفات کے بعد ہو سکتا ہوں۔ سر دست میں مالک نہیں۔ میں بحق صدر انجمن احمدیہ یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔ میرے ورثاء کو دخل اندازی کا کوئی حق نہ ہوگا۔ والسلام ۶/۳۹-۱۹۔ العبد:۔ محمد شفیع ولد چوہدری تاجدین سکنہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ ۶/۳۹-۱۹۔ گواہ شد:۔ فیروز احمد بقلم خود گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ ۶/۳۹-۱۹۔ گواہ شد:۔ عبد الحق ولد امام الدین قوم کھچی سکنہ بدوملہی سیکرٹری جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ ۶/۳۹-۹

نمبر ۵۴۸۱:۔ منکہ عنایت اللہ ولد فتح الدین صاحب قوم شیخ عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۳۹-۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری غیر منقولہ جائداد اس وقت قادیان محلہ بٹالی دروازہ ایک مشترکہ حویلی کے کونہ میں ایک مکان ہے جو مالیت کے لحاظ سے چھ سات سو روپیہ کا ہوگا۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس وقت میری آمدنی -/۳۵ روپیہ ماہوار ہے جس پر میرا اور میرے کنبہ کا گذارہ ہے۔ اسکے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں۔ اپنی ماہوار آمدنی کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس پر قائم رہنے کی اللہ تعالیٰ توفیق بخشے آمین۔ جس قدر جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اسکے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد:۔ عنایت اللہ قادیانی مدرس عربی محکمہ تعلیم پنجاب سکنہ بٹالی گیٹ قادیان۔ گواہ شد:۔ فقیر عبد اللہ ولد فتح دین برادر موصی حقیقی موصی سب انسپکٹر پولیس رخصتی ساکن قادیان۔ گواہ شد:۔ سید محمد سعید حکیم موصی ۴۷۱۶ ساکن قادیان حال وارد مغلپورہ ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیحی مشنریوں نے اس قسم کی آیات سے ایک انوکھا استدلال کیا ہے، اور وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں، کہ ان آیات سے یہ نکلتا ہے، کہ قرآن کریم موجودہ تورات و انجیل کو انسانی دستبرد سے پاک قرار دیتا ہے۔ حالانکہ یہ کہنا کہ یہ کلام پہلے کلام کا مصدّق ہے، صرف یہ ظاہر کرتا ہے، کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہؤا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ اب تک محفوظ بھی ہے۔ ایک ایسا نتیجہ ہے، جو الفاظ سے زائد ہے۔ اور زائد نتیجہ نکالنا درست نہیں ہوتا۔ قرآن کریم توراۃ اور انجیل کی تحریف کے حوالہ جات سے بھرا ہؤا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل اس پر ایک زبردست شاہد ہے۔ اگر واقعہ میں ان آیات کا وہ مطلب ہوتا جو یہ لوگ بتاتے ہیں، تو اس وقت کے مسیحی اور یہودی اس پر اعتراض کرتے لیکن ایسا اعتراض ان کی طرف سے بالکل ثابت نہیں ہے۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ یہود کی کتب میں جو باتیں ہیں ان کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب کرو۔ اگر ان کتب کو غیر محرف سمجھا جاتا، تو ان کی تصدیق سے کیوں روکا جاتا

باقی رہا یہ کہ قرآن کریم نے ان کتب کا حوالہ دیا ہے، سو یہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ وہ کتب محرّف نہیں ہیں۔ سب دُنیا تاریخی کتب کا حوالہ دیتی ہے۔ اور کوئی عقلمند کسی تاریخی کتاب کو شروع سے آخر تک صحیح نہیں سمجھتا۔ حوالہ سے مراد صرف اس خاص واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ نہ کہ سب کتاب کی۔

تیسری دلیل یہ دی ہے، کہ قرآن کریم پہلی کتب کی تفصیل کرتا ہے۔ یہ بھی ایک زبردست ثبوت قرآن کریم کی صداقت کا ہے۔ بغیر قرآن کریم کے مضامین سے مدد لینے کے کوئی پہلی کتاب حل نہیں ہوسکتی۔ توراۃ۔ انجیل۔ وید۔ ژند۔ استا سب کتب میں توحید۔ صفاتِ باری کے ظہور۔ وحی۔ نبوّت، بعث بعد الموت، امور اخلاق، امور روحانیہ وغیرہا کے متعلق بحثیں ہیں۔ لیکن کوئی کتاب بھی ان امور کو واضح کرکے بیان نہیں کرتی۔ بلکہ قرآن کریم کی مدد سے ان کو حل کرنا پڑتا ہے۔ توحید سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے، اسی کو لے لو، ان سب کتب میں اس کا ذکر ہوگا، مگر بالاجمال، چنانچہ قرآن کریم سے پہلے کی جو کتب توحید کے متعلق ان کتب کے پیروؤں نے لکھی ہیں، یا جو مضامین لکھے ہیں نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پڑھکر دیکھ لو، وہ توحید کے متعلق بہت ہی ناقص معلومات دیتی ہیں۔ مگر قرآن کریم کے بعد انکے پیروؤں کی کتب کا رنگ ہی اور ہوگیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی مطالب کے پھیلنے سے ان لوگوں پر اصل حقیقت کھلی، اور ان کی مدد سے انہوں نے اپنے مذہب کے عقائد کی تشریح کی۔ نبوّت کا مسئلہ ایسا اہم مسئلہ ہے، لیکن توراۃ اور انجیل اور دوسری کتب اس کے متعلق اس حد تک خاموش ہیں، کہ ان کے پیرو اب تک نہیں بتا سکتے کہ نبی سے مراد ان کی کتب میں کن لوگوں سے ہے۔ مگر قرآن کریم نے اس مضمون کو بھی خوب واضح کیا ہے۔ یہی دوسرے اہم مسائل کا حال ہے۔ پس اس آیت میں بتایا گیا ہے، کہ پہلی کتب کے مطالب کی تفصیل اس کتاب سے ملتی ہے۔ اگر تم اس کتاب کا انکار کرو گے، تو ماننا پڑے گا، کہ خدا تعالیٰ وہ باتیں اپنی کتب میں بیان نہ کر سکا، جو اس شخص نے اس چھوٹی سی کتاب میں بیان کر دیں۔ پس یا اسے سچا ماننا پڑے گا، یا پہلی کتب کو بھی جھوٹا ماننا پڑے گا۔

چوتھی دلیل یہ دی ہے، کہ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ یعنی یہ کتاب اپنے دلائل خود بیان کرتی ہے، کسی کی مدد کی محتاج نہیں۔ اس میں مضامین ایسے رنگ میں بیان ہوئے ہیں، کہ جو شخص ان پر پورے طور پر تدبّر کرے اسے ساتھ کے ساتھ دلائل ملتے جاتے ہیں، اور شک اس کتاب کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ یہ خود دلائل بیان کر دیتی ہے۔ بلکہ شک اگر پیدا ہوتا ہے، تو انسان کی اپنی غفلت اور سستی کی وجہ سے، اور یہ امر بھی اس بات کا ثبوت ہے، کہ یہ کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے، کیونکہ یہ بات کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے، کہ وہ امور غیبیہ کو پورے طور پر ثابت کر سکے۔ کیونکہ ان میں سے کئی خالی عقلی دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتے، بلکہ اس کے ساتھ مشاہدہ کی دلیل کے بھی محتاج ہوتے ہیں۔ اور امور غیبیہ کیلئے مشاہدہ کے سامان پیدا کر دینا انسان کی طاقت سے بالا ہے، اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے ممکن ہے، کہ امور غیبیہ کے لئے ایسے ثبوت بہم پہونچا دے جو مشاہدہ کا رنگ رکھتے ہوں۔ مثلاً الہام ایک امرِ غیبی ہے۔ ایک انسان عقلی دلیلیں تو دے سکتا ہے۔ لیکن الہام کا دروازہ کسی کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں کھول سکتا۔ نہ اس کا وعدہ کر سکتا ہے، مگر خدائی کلام یہ کر سکتا ہے۔ وہ یہ دعویٰ بھی کر سکتا ہے کہ میرے ساتھ تعلق رکھنے والوں پر الہام کا دروازہ کھل جائیگا۔ اور اس کے اس دعوےٰ کی تصدیق خدا تعالیٰ کے فعل سے بھی ہو سکتی ہے۔ پس جو کلام کلام الٰہی کے نازل ہونے کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کرے کہ یہ عجیب بات نہیں، اب بھی کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے، اور ہوتا رہے گا، اور سینکڑوں لوگ اس کے ذریعہ سے کلام الٰہی کو سنیں گے، اس کے خدائی کلام ہونے میں کوئی شُبہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بندہ کی طاقت میں نہیں ہے، کہ ایسے ثبوت بہم پہونچا سکے اور شک کا اس طرح قلع قمع کر سکے۔

پانچویں دلیل یہ دی ہے، کہ یہ کلام ربّ العٰلمین خدا کی طرف سے ہے یعنی اس کی تعلیم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ربّ العالمین کی صفت ظاہر ہوئی ہے۔ کسی قوم یا کسی زمانہ سے مخصوص نہیں جس طرح کہ پہلی کتب ہوتی تھیں۔ بلکہ سب اقوام اور سب زمانوں کے لئے ہے۔ اور ہر زمانہ کی ضرورتوں اور اس کے مقاصد کا اس میں خیال رکھا گیا ہے۔ اور یہ امر بھی کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ وہ سب اقوام اور سب زمانوں کا خیال رکھ سکے۔ انسان تو اپنے گردوپیش کے حالات سے متاثر ہوتا ہے۔ اور اپنی ان ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے، جو اس کے سامنے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ایسی تعلیم آسکتی ہے، جو ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے یکساں مفید ہو۔ اور زمانہ کے تغیرات اس پر کوئی اثر نہ ڈال سکیں۔ اور انسانی فطرت کے تمام تقاضاؤں اور تمام احساسات کا اس میں خیال رکھا گیا ہو۔ قرآن کریم میں یہ خوبی پائی جاتی ہے۔ وہ یکساں طور پر تمام انسانی طبائع کا لحاظ رکھتا ہے۔ نہ اس میں یہ تعلیم ہے کہ تو صرف رحم ہی کئے جا، اور نہ یہ کہ تو معاف ہی نہ کر۔ بلکہ یہ تعلیم ہے۔ کہ تو رحم کے موقعہ پر رحم کر اور سزا کے موقعہ پر سزا دے۔ اسی طرح تمام تعلیمات اس کی ایسی ہیں کہ ان میں تمام طبائع و زمانوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور جاہل اور عالم کا خیال رکھا گیا ہے۔ اور یہ ایک زبردست ثبوت اس کے خدا کا کلام ہونے کا ہے۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۞

(210)
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۔الآیہ یعنی باوجود ان خوبیوں کے جو اوپر بیان ہوئیں، یہ لوگ کہتے ہیں، کہ یہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا افتراء ہے۔ اگر ان خوبیوں والا کلام افتراء ہوسکتا ہے، تو پھر کیوں یہ لوگ ایسا کلام بنا کر پیش نہیں کرتے۔ اس آیت میں قرآن کریم نے تحدّی کی ہے، مگر افسوس کہ مفسرین نے اس کی پوری حقیقت کو نہیں سمجھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے، اور بتایا ہے کہ اس دعویٰ میں صرف زبان کو نہیں، بلکہ قرآن کریم کی سب خوبیوں کو پیش کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس دعویٰ سے یہ مراد ہے، کہ جو کوئی کلام بنا کر اسکے مقابل پر پیش کرے گا، وہ ہلاک ہو جائیگا۔

میرے نزدیک جیسا کہ میں اُوپر بتا چکا ہوں، مفسرین نے اس مضمون کی حقیقت کو جو اس جگہ بیان ہوا ہے نہیں سمجھا، یہ مضمون مختلف الفاظ میں کئی مقام پر بیان ہوا ہے، اور لوگوں نے غلطی سے یہ خیال کیا ہے کہ مختلف زمانوں میں قرآن کریم نے اپنے دعویٰ کو بدلا ہے۔ کبھی پورے قرآن کریم کی مثال لانے کو کہا ہے کبھی دس سورتوں کی مثال لانے کو۔ اور کبھی ایک سورۃ کی مثال لانے کو مگر میرے نزدیک یہ درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سب جگہوں پر الگ الگ مضمون بیان ہوا ہے۔ اور مختلف طریق پر مثال لانے کا مطالبہ کیا ہے۔ مثلاً اس آیت میں جو یہ دعوےٰ ہے، کہ فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ اس سے مراد سارا قرآن کریم نہیں ہے، بلکہ مراد اُوپر کی آیت ہے، اور سُورۃ سے مراد اس جگہ علامت ہے یعنی دلیل۔ اور یہ پوچھا گیا ہے، کہ جو دلیلیں ہم نے اُوپر دی ہیں، اگر یہ کلام انسانی کلام ہے، تو کسی انسانی کلام میں وہ پانچوں دلیلیں جمع کر کے دکھانا تو بڑی بات ہے، تم ایسا انسانی کلام ہی پیش کردو، جس میں ان میں سے ایک دلیل ہی پائی جاتی ہو۔ مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے، کہ اُوپر کی بیان کردہ دلیلوں اور صداقت کی علامتوں میں سے ایک علامت بھی کسی انسانی کلام میں نہیں پائی جا سکتی۔ اور یہ دعوےٰ قرآن کریم کا ایسا ہے، کہ اس کا جواب نہ اب تک کوئی دے سکا ہے، اور نہ آئندہ دے سکیگا۔ اب بھی یہ تحدّی موجود ہے۔ اس زمانہ میں کوئی شخص ان پانچ علامتوں والا کلام تو الگ رہا، ان میں سے ایک علامت والا کلام ہی

234

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شہنشاہ الطب حکیم حضرت الامولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول کی بیاض خاص کا نسخہ

مجرّباتِ نورالدین اعظم رضہ

میاں عبدالوہاب صاحب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کا

عطیہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض لکھتے ہیں "بھیرہ میں مَیں نے ایک طبیب سے مشورہ کیا کہ میں یہاں طب کرنا چاہتا ہوں، تو اس نے کہا تم یہاں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تم مانگتے نہیں۔ یہاں عطار اور جرّاح مخالفت کرینگے۔ علماء کی مخالفت اسکے علاوہ ہے۔ میں نے توکل علی اللہ اپنے ایک طالب علم سے کہا کہ یہ سرمہ بناؤ۔

مَیں نے ایک شخص کی آنکھ دیکھکر یہ سرمہ لگا دیا۔ اسکی دیکھا دیکھی ایک اور شخص نے اور سرمہ ہی طلب کیا۔ ہمارے شہر میں آنکھوں کی امراض بکثرت تھیں۔ خدا تعالےٰ ہی کے عجائبات ہیں۔ کہ اس تدبیر نے بڑی کامیابی کا منہ دکھایا"

یہ سرمہ "نورِ نظر" جملہ امراض چشم میں کافی سے زیادہ سراہا جاچکا ہے۔ ککروں کو زائل کرتا ہے یا ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب چشم یا زخم ہو گئے ہوں اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ خارش اور کھجلی کے واسطے اکسیر ہے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے۔ اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کے اپنے نادر اور قیمتی کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ ÷

آنکھ کو معدہ سے خاص تعلق ہے اس لئے معدہ کی صحت سے آنکھیں تندرست رہتی ہیں۔ اس لئے اگر معدہ میں نقص ہو تو اس سرمہ کے ساتھ **اکسیر معدہ** استعمال کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کے مطب میں یہ دوا ہر دن استعمال ہوتی تھی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہزارہا لوگوں نے اس سے صحت حاصل کی ہے۔ کھانے کے بعد بے چینی۔ متلی۔ قبض یا دست۔ پیٹ میں نفخ یا درد۔ منہ کا مزہ کسیلا یا بدمزہ۔ غرض جملہ امراضِ امعاء و معدہ میں نہایت ہی اکسیر دوائی ہے قیمت ۳۲ کیپسولٹ دو روپے۔ ملنے کا پتہ:۔

مینجر دواخانہ نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ دفتر قاعدہ یسّرنا القرآن۔ قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سترّ کتابیں

صرف تیس (۳۰) روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سترّ کتابیں، جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف تیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

- براہین احمدیہ حصہ اوّل و دوم و سوم و پنجم
- آئینہ کمالاتِ اسلام
- جنگِ مقدس
- سرمہ چشمِ آریہ
- ازالہ اوہام مکمّل
- شہادۃ القرآن
- نور القرآن ہر دو حصّہ
- انجامِ آتھم
- ایّام الصّلح
- مسیح ہندوستان میں
- تریاق القلوب
- خطبہ الہامیہ
- چشمۂ معرفت
- گورنمنٹ انگریزی و جہاد
- لجّۃ النّور
- تحفہ گولڑویہ
- اربعین ہر چہار حصّہ
- اعجاز المسیح
- نزول المسیح
- کشتی نوحؑ
- اعجاز احمدی
- نسیمِ دعوت
- تذکرۃُ الشہادتین
- حقیقۃُ الوحی

یہ کتب بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ کم از کم دو روپے پیشگی ارسال فرمائیں۔ اپنا نام معہ مکمّل پتہ صاف تحریر فرماویں۔

اگر ریلوے پارسل کے ذریعہ کتابیں منگوانی منظور ہوں تو ریلوے سٹیشن کا نام بھی تحریر فرمائیں۔ محصول بذمہ خریدار ہوگا۔

ملنے کا پتہ: مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان